جلد ۹ || ۱۵ تبوک ۱۳۳۹ ہش | ۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ | ۱۵ ستمبر ۱۹۶۰ء || نمبر ۳۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ ستمبر۔ آج بوقت ساڑھے نو بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ "کل دن بھر حضور کو بے چینی کی تکلیف رہی رات نیند آگئی تھی اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین

قادیان ۱۲ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ محترمہ بیگم صاحبہ کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے اور کمزوری بھی کافی حد تک دور ہو چکی ہے الحمدللہ۔ محترم صاحبزادہ صاحب مورخہ ۹/۸ کو پاکستان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے تھے۔

"چند گھنٹے قادیان میں"

علامہ نیاز فتحپوری کے پُرحقیقت تاثرات

علامہ نیاز صاحب فتحپوری جولائی کے آخر میں صرف ایک روز کیلئے قادیان تشریف لائے تھے یہاں سے واپس جاکر انہوں نے اپنے موقر رسالہ "نگار" میں قادیان سے متعلق جو تاثرات تحریر فرمائے ہیں وہ من وعن درج ذیل ہیں:۔ (ادارہ)

" ۲۸، ۲۹ جولائی کی وہ چند ساعتیں جو میں نے قادیان میں بسر کیں، میری زندگی کی وہ گھڑیاں تھیں، جن کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

حیات انسانی کا ہر لمحہ زندگی کا ایک نیا درس، ایک نیا تجربہ اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اگر زندگی نام صرف سانس کی آمد و شد کا نہیں بلکہ آنکھ کھول کر دیکھنے اور سمجھنے کا بھی ہے ——اور—— ان چند ساعتوں میں جو کچھ میں نے یہیں دیکھا وہ میری زندگی کا اتنا دلچسپ تجربہ تھا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں ۵۰ سال پیچھے ہٹ کر دوبارہ زندگی شروع کرتا جو قادیان کی احمدی جماعت میں مجھے نظر آئی۔ لیکن

حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

میں انفرادی حیثیت سے ہمیشہ بے عمل انسان رہا ہوں، لیکن مسائل حیات کو (جن میں مذہب بھی شامل ہے) میں ہمیشہ اجتماعی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہوں، اور یہ نقطۂ نظر میرے ذہن میں حرکت و عمل کے سوا کچھ نہیں —— پھر یہ داستان بہت طویل ہے کہ پچھلی نصف صدی میں، کتنی خانقاہیں، کتنے خانوادے، کتنے ادارے، کتنی درسگاہیں اور کتنے جلوہ ہائے منبر و محراب میری نگاہ سے گزرے، اور میں کس طرح ان سے بے نیازانہ گذر گیا۔ لیکن اب زندگی میں سب سے پہلی مرتبہ احمدی جماعت کی جیتی جاگتی تنظیم عمل دیکھ کر میں ایک جگہ ٹھٹک کر رہ گیا ہوں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی زندگی کے اس نئے تجربہ و احساس کو کن الفاظ میں ظاہر کروں۔

میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور علماء اسلام کی بے عملی کی طرف سے اس قدر مایوس ہو چکا ہوں کہ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ان میں کبھی آثار حیات پیدا ہو سکتے ہیں لیکن اب احمدی جماعت کی جیتی جاگتی تنظیم عمل کو دیکھ کر کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا

غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل
خوں کیا ہوا دیکھا گم کیا ہوا پایا

کیونکہ عالم اسلامی میں آج یہی ایک ادارہ ایسا ہے جو

دعوتِ برگ و نوائے کند

اور اسلام کا مفہوم میرے ذہن میں "دعوتِ برگ و نوا" کے سوا اور کچھ نہیں

لوگ منزل تک پہونچنے کے لئے راہیں ڈھونڈھتے ہیں، برسوں سرگرداں رہتے ہیں اور ان میں صرف چند ہی ایسے ہوتے ہیں جو منزل کو پا لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھے۔ سو اب یہ فکر و جستجو کہ وہ کن راہوں سے گذر کر منزل تک پہونچے۔ بالکل بے سود ہے، اصل چیز راہ پیمائی نہیں بلکہ منزل تک پہنچ جانا ہے اور اگر میں احمدی جماعت کو پسند کرتا ہوں تو صرف اسی لئے کہ اس نے اپنی منزل پالی ہے اور یہ منزل وہی ہے جس کی بانیٔ اسلام نے نشاندہی کی تھی۔ اس سے ہٹ کر میں اور کچھ نہیں سوچتا اور نہ سوچنے کی ضرورت۔

میرا قادیان آنا بھی اسی سلسلہ کی چیز تھی یعنی جس کی عملی زندگی کا ذکر میں سنتا چلا آرہا تھا اسے آنکھوں سے بھی دیکھنا چاہتا تھا۔

ہرچند میں بہت کم وقت لے کر یہاں آیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ نتیجہ تک پہونچنے کے لئے یہ قلیل فرصت بھی کم نہ تھی۔ کیونکہ اس جماعت کی زندگی ایک ایسا کھلا ہوا صحیفۂ حیات ہے جس کے مطالعہ کے لئے نہ زیادہ وقت کی ضرورت ہے نہ کسی چون و چرا کی اسی طرح ان کی دفتری تنظیم بھی گویا ایک شفاف آئینہ ہے جس میں زنگ کا نام تک نہیں۔ یکسر خلوص و اخلاق۔ یکسر حرکت و عمل۔

قادیان میں احمدی جماعت کے افراد جو "درویشانِ قادیان" کہلاتے ہیں، دو سو سے زیادہ نہیں جو قصبہ کے ایک گوشہ میں نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اور ان کو دیکھ کر کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

یہی وہ مختصر سی جماعت ہے جس نے سنہ ۴۷ء کے خونیں دور میں اپنے کو ذبح و قتل کے لئے پیش کر دیا اور اپنے بزرگ مرشد کی تربت اور اس کو ایک لمحہ کے لئے چھوڑنا گوارا نہ کیا

موج خوں سر سے گذر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اٹھ جائیں کیا؟

یہی وہ جماعت ہے جس نے محض اخلاق سے ہزاروں دشمنوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور ان سے بھی قادیان کو "دار الامان" تسلیم کرا لیا۔ یہی وہ جماعت ہے جو ہندوستان کے تمام احمدی افراد کا سر رشتۂ تنظیم اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اور یہی وہ دور افتادہ مقام ہے جہاں سے تمام اکناف ہند میں اسلام و ایمان کی عظیم خدمت انجام دی جا رہی ہے۔

آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ صرف پچھلے ۱۰ سال کے دوران میں انہوں نے تعلیم اسلامی

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیرت نبوی، ضرورت مذہب، خصوصیات قرآن وغیرہ متعدد مباحث پر ۲۳۴ کتابیں ہندی، اُردو، انگریزی اور گورمکھی زبان میں شائع کی ہیں۔ جن میں ۴۰۵۰۰ کا پیپاں تقریباً مفت تقسیم ہیں۔

اسی طرح تعلیمی میدان میں جہاں پر مسلم و غیر مسلم طلبہ دونوں برابر کے شریک ہیں ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۰ء میں اس جماعت نے ۲ ہزار روپیہ صرف کیا۔ خود قادیان میں ان کے تین مدرسے قائم ہیں دو مڈل اسکول لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اور تیسرا مولوی فاضل کے نصاب تک۔ ان کے علاوہ تیرہ مدرسے ان کے ہندوستان کے مختلف مقامات میں ہیں جن پر جماعت کا ہزاروں روپیہ صرف ہو رہا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور بڑی خدمت جو صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے وہ قادیان کا شفاخانہ ہے۔ اس میں ۱۹۴۷ء سے اس وقت تک ۴۴۳۰۰ مریضوں کا علاج کیا گیا جن میں ۳۰ فی صدی مسلمان اور ۷۰ فی صدی غیر مسلم تھے۔

یہ ہیں وہ چند خدمات جماعتِ احمدیہ قادیان کی جن سے متاثر ہو کر ۱۹۴۷ء سے لے کر اس وقت تک قریب ڈیڑھ لاکھ آدمیوں نے یہاں کے حالات کا مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا کی۔

یہاں میں نے کالج اور دار الاقامہ کی ان عظیم الشان عمارتوں کو بھی دیکھا جنہیں بانی تحریکِ احمدیت نے بڑے اہتمام سے طیار کرایا تھا۔ تقسیم ہند کے بعد ان پر جائداد متروکہ کی حیثیت سے حکومت نے قبضہ کر لیا تھا لیکن اب یہ عمارتیں جماعت احمدیہ کے حق میں واگزاشت کر دی گئی ہیں۔

جس وقت میں نے حضرت مرزا صاحب کے بیت الفکر، بیت الدعا، بیت الریاضت، مسجد نور، مسجد اقصیٰ اور منارۃ المسیح کو دیکھا تو ان کی وہ تمام خدمات سامنے آ گئیں جو تحفظِ اسلام کے سلسلہ میں ایک غیر منقطع جد وجہد کے ساتھ ہزاروں مصائب جھیل کر انہوں نے انجام دی تھیں اور جن کے فیوض اس وقت بھی دنیا کے دور دراز گوشوں میں جاری ہیں۔

جس وقت میں قادیان پہونچا اتفاق سے ایک جرمن احمدی ولیم ناصر بھی یہاں مقیم تھے۔ یہ ایک دردمند انسان ہیں جو ہمیشہ احمدیہ جماعت کے مختلف مرکزوں اور اداروں کے بیباکانہ مطالعہ میں مصروف ہیں۔ میں ان کو دیکھتا تھا اور حیرت کرتا تھا کہ جرمنی ایسے سرد ملک کا باشندہ ہندوستان کی شدید گرمی کو کس طرح خوشدلی سے برداشت کر رہا ہے۔ لیکن جب میں نے ان سے گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ ان کو شدائدِ سفر کا احساس تک نہیں، سچ ہے۔

عشق ہر جا می برد مارا بہ ساماں می برد

میں نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے عیسوی مذہب چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کیا۔ تو اس کا سبب انہوں نے "اسلام کی بلند اخلاقی تعلیم" ظاہر کیا جس کا علم انہیں سب سے پہلے جرمنی کی جماعت احمدیہ کو دیکھ کر ہوا تھا۔ یہ بلاد مغرب و افریقہ میں جس جوش و انہماک کے ساتھ خدمتِ اسلام میں مصروف ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم صد درجہ سلیقہ و اہتمام کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ چنانچہ انگریزی، جرمنی، ڈچ اور سواحیلی زبان کے ترجمے خود میں نے بھی دیکھے اور ان کے اس عزم و ولولہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

میں نے یہاں سے رخصت ہوتے وقت اس قطعۂ زمین کو بھی دیکھا جہاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب آسودۂ خواب ہیں اور ان کی وہ تمام مجاہدانہ زندگی سامنے آ گئی جس کی کوئی دوسری نظیر مجھے اس دور میں تو کہیں نظر آئی نہیں۔

کیست کز کوشش ز ہادنشاں باز دہد
گماں نقش کہ از تیشہ بجا ماند

(رسالہ نگار بابت ۱۹۶۰ء)

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۰ء

"ہفتہ تحریک جدید"

مرکزی دفتر تحریک جدید کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ۱۴ تا ۱۹ ستمبر جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان تحریک جدید کا ہفتہ منائیں۔ اور اس ہفتہ میں ہر جماعت باقاعدہ ایک جلسہ منعقد کرے امید ہے کہ جماعتیں اس کے لئے کوشاں ہوں گی۔

اسی غرض سے اخبار بدر کی گذشتہ اشاعت میں تحریک جدید سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک بصیرت افروز خطبہ جمعہ شائع کیا گیا تھا علاوہ ازیں تحریک جدید کے بعض ضروری مطالبات پر روشنی ڈالنے کے لئے بعض دوسرے مضامین بھی شامل کئے گئے تھے تا دوست ان سے استفادہ کر سکیں۔

عہدیداران جماعت کو چاہئے کہ اس بابرکت تحریک سے اپنے یہاں کے تمام احباب کو اچھی طرح واقف و آگاہ کریں اور جماعت کے عظیم مقصد "ساری دنیا میں تبلیغ اسلام" کی اہمیت و ضرورت واضح کریں۔ اسی سلسلہ میں سادہ زندگی اختیار کرنے اور خدمت دین کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کرنے کی تحریک کریں۔

جن دوستوں نے تحریک جدید کے وعدے کئے ہیں اور ابھی تک ادا نہیں کر سکے۔ انہیں جلد از جلد ادائیگی کی تحریک کریں۔ خاص کر اس کے لئے خدام الاحمدیہ کو اپنی ذمہ داری کا خاص احساس ہونا چاہئے۔ کیونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید کی روحانی فوج قرار دیا ہے۔ اور ان کے دیگر فرائض میں سے ایک فرض تحریک جدید کو کامیاب بنانا بھی ہے۔ تحریک جدید کے وعدہ کنندگان کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے۔ کہ جو روپیہ وعدہ کی ادائیگی کی صورت میں مرکز میں پہونچ جاتا ہے۔ اس سے اشاعتِ دین کے پروگرام میں مدد حاصل کی جا سکتی ہے لیکن جو رقوم محض وعدہ کی شکل میں صرف کاغذات کی میزانوں میں پڑی رہتی ہیں وہ وعدہ کنندہ کے لئے خوش فہمی کا باعث تو ہو سکتا ہے۔ مگر وعدہ کنندہ کے اخلاص اور جذبہ قربانی کی کوئی اچھی مثال نہیں بن سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت ملک میں مہنگائی اور ضروریاتِ زندگی کی وسعت کے باعث غریب جماعت کے بیشتر افراد کو اپنے ہی گزر اوقات کے لئے بہت سے تفکرات لاحق حال ہیں۔ مگر زیادہ اجر اور ثواب حاصل کرنے کے بھی تو یہی مواقع ہیں۔ اس موقع پر ہر مخلص احمدی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ہمیشہ نگاہ رکھنی چاہئے جبکہ ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا کہ

"یا رسول اللہ کس خیرات کا زیادہ ثواب ہے؟"

آپ نے فرمایا۔ "جب تو صدقہ و خیرات کرے۔ تو ایسی حالت ہو کہ تو تندرست ہو تجھے خود بھی روپیہ کی ضرورت ہو۔ ایسے صدقہ کا تو بہت ثواب ہے لیکن ایسی حالت میں کہ تو مرنے لگے اور تو کہے کہ میرے مرنے پر اتنا فلاں کو دینا اور اتنا فلاں کو تو ایسے صدقے کا وہ ثواب نہیں ہے۔ کیونکہ مرتے وقت اگر تو خود نہ دے گا تب بھی مرنے کے بعد تیرا مال وارثوں نے ہی لینا ہے تیرے پاس سے تو بہرحال اس مال نے چلے جانا ہے۔" (بخاری)

جیسا کہ ہم گذشتہ اشاعت میں عرض کر چکے ہیں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس بات کو بارہا جماعت پر واضح فرمایا ہے۔ اگر احباب جماعت اپنی روزمرہ کی زندگی میں تحریک جدید کی زریں ہدایات کو ملحوظ رکھیں اور جزرسی سے کام لیتے ہوئے سادہ زندگی کو اپنا معمول بنائیں تو دین کے لئے قربانی نسبتاً آسان ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے معتدبہ حصہ نے اس پر عمل پیرا ہو کر اس کا ذاتی تجربہ بھی کر لیا ہے۔ بہرحال دوستوں کو یہ ہفتہ زیادہ ذوق و شوق سے منانا چاہئے۔ تا اس کے نتیجہ میں ایک طرف سلسلہ کی مالی ضروریات پوری ہوں تو دوسری طرف احباب جماعت وعدوں کی ادائیگی اور تحریک جدید سے متعلق اپنے محبوب امام ہمام کی زریں ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اپنی روحانیت میں وہ پیدا کریں کہ وہ مالی قربانی کے نتیجہ میں ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ صدر اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پیش کیا۔ اور اس قابل قدر نمونہ کی ایک عمدہ مثال احمدیہ جماعت سالہا سال سے پیش کرتی چلی آ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین!

درس القرآن

سورۂ کہف کے آخری رکوع کی لطیف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء بمقام قادیان

سورۂ کہف کے آخری رکوع کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں دنیا میں جو تغیرات رونما ہونے والے تھے اور عیسائیوں نے جو ترقیات کرنی تھیں اور ان کا جو انجام ہونا تھا۔

سورۂ کہف اُن کے ذکر پر مشتمل ہے

اور اس کے خاتمہ پر جو آیات بیان کی گئی ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور اس سورۃ کی ابتدائی آیتوں کو دجالی فتنہ سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بتایا ہے۔ بعض روایتوں میں صرف ابتدائی دس آیات کا ذکر آتا ہے۔ لیکن بعض روایات میں ابتدائی دس آیات کے علاوہ اس سورت کی آخری آیات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اس سورۃ کی ابتدائی اور آخری آیات کو پڑھتا رہے گا۔ وہ

دجالی فتنہ سے محفوظ

رہے گا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ان آیات میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے وہ دجالی فتنہ کے ازالہ کا موجب ہے۔ چنانچہ یہ جو آخری آیتیں ہیں ان کا مضمون صاف بتاتا ہے کہ ان میں ایک مشرک قوم کا ذکر ہے۔ جو بعض لوگوں کو اللہ تعالےٰ کا شریک قرار دیتی ہے۔ فرماتا ہے افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا۔

شائد سارے قرآن کریم میں یہ آیت اس مضمون کے بیان کرنے میں منفرد ہے کہ کوئی قوم اپنے مذہب کو

دلائل کے ذریعہ فتح کرنے

کی نیت رکھتی یا یہ امید رکھتی ہے کہ وہ باطل پر ہوتے ہوئے اپنے مذہب کو اپنے دلائل سے فتح کرے گی۔ یہاں جو استفہام ہے وہ انکاری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے افحسب الذین کفروا کیا کافر لوگ (یعنی کفار جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے) اس بات کی امید رکھتے ہیں ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء کہ میرے بندوں کو اپنے دین سے منحرف کر کے شرک کی طرف لے جائیں گے۔ یا میرے بندے مجھے چھوڑ کر اپنے لئے بعض اور ولی اور دوست اور آقا تجویز کریں گے۔ اس میں ان عیسائی قوموں کے خیالات کی کامل ترجمانی کر دی گئی ہے جو مسیح موعود کے زمانہ میں پیدا ہونے والی تھیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں یعنی

مسیح موعودؑ کی بعثت

کے قریب عیسائیوں کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ وہ مسلمانوں کو عیسائی بنا لیں گے۔ چنانچہ جن لوگوں کو عیسائی تبلیغی مشنوں کے حالات سے ذرا بھی واقفیت ہے وہ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے عیسائیوں کو مسلمانوں اور اسلامی ممالک کے متعلق یہ پختہ امید ہو چکی تھی کہ وہ عیسائیت میں انہیں شامل کر لیں گے۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں بہت کثرت سے عیسائی مشن کھولے گئے اور کئی رسالے اور نہایت اہم رسالے

خالص اسلامی مسائل

کے متعلق شائع کئے گئے۔ اور ان میں اسلام پر بیسیوں نہیں سینکڑوں اعتراضات کئے گئے۔ گویا یورپین مصنفین کے حملے دوسرے مذاہب کی نسبت اسلام پر بہت زیادہ ہونے شروع ہو گئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان میں لیتے رام یا اوروں نے بعض کتابیں ہندوؤں کے متعلق بھی لکھیں مگر وہ تبلیغی کتابیں نہیں تھیں بلکہ تحقیقی کتابیں تھیں۔ وہ ایسی ہی تھیں جیسے تاریخ یا جغرافیہ کی کتابیں ہوتی ہیں۔ لیکن یورپ میں جتنی بڑی بڑی کتابیں تبلیغی رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ وہ سب کی سب اسلام کے خلاف ہیں یعنی اس زمانہ میں عیسائیوں کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اسلام کو فتح کر کے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا لیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اسی یقین کا اس آیت میں نقشہ کھینچا اور فرمایا ہے افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء کیا کفار یہ سمجھتے ہیں کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا اولیاء بنا لیں گے یعنی یہ گمان کہ وہ شرک کو دنیا میں قائم کر دیں گے بالکل غلط ہے۔ یوں تو

شرک کی تعلیم

دنیا میں ہر زمانہ میں پائی جاتی ہے اور ہر زمانہ میں ہی ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جنہوں نے بعض لوگوں کو خدا تعالےٰ کا شریک ٹھہرایا۔ لیکن یہاں ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء میں جس امر کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ شرک کو تمام دنیا میں مضبوطی سے قائم کر دیں۔ مگر فرمایا خدا ایسا نہیں ہونے دے گا۔ ورنہ جب سے شرک دنیا میں قائم ہے مشرک لوگ ہمیشہ بعض لوگوں کو اولیاء بناتے چلے آئے ہیں۔ حضرت کرشن علیہ السلام کو بھی خدا کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ حضرت رامچندر کو بھی خدا کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ اسی طرح اور بعض لوگوں کو خدا تعالےٰ کا شریک قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں یتخذوا عبادی من دونی اولیاء سے مراد شرک کو قائم کر دینے اور مشرکانہ تعلیم پر تمام دنیا کو راسخ کر دینے کے ہیں۔ لیکن فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ تمام امیدیں مسیحؑ کی الوہیت دنیا میں قائم کر دینے کے متعلق ان کے دلوں میں پائی جاتی ہیں بالکل باطل ہیں اور ہم نے اس کا علاج بھی تیار کیا ہوا ہے۔ انا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا۔ ہم نے کفار کے لئے ایک جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جو ان کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دے گی۔ اور ان کی اس خواہش کو کہ مسیحؑ کی بادشاہت دنیا پر قائم ہو جائے توڑ دے گی۔ نزل اس چیز کو کہتے ہیں جو مہمان کے لئے تیار کی جائے۔

پہلے مفسرین

نے افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء کے معنے کئے ہیں کہ کیا کفار کا یہ گمان ہے کہ وہ مسیح کو یا کسی اور کو میرے مقابلہ میں اپنا ولی بنا کر پیش کر سکیں گے یعنی وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ بندے جنہیں میرا شریک قرار دیا جاتا ہے خدا تعالےٰ کا شریک بننے سے انکار کر دیں گے۔ مگر میں نے اُن مفسرین سے مختلف معنے کئے ہیں۔ اور وہ

نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ گویا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور بندے کو اولیاء بنایا جائے گا تو وہ انکار کر دیں گے۔ اور کہیں گے تمہارے شرک سے ہمارا قطعاً کوئی تعلق نہیں مگر میں نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ کیا کفار کا یہ گمان ہے کہ وہ ان کو اولیاء بنا لیں گے یعنے ان کی حکومت دنیا میں قائم کر دیں گے گویا میرے معنوں اور مفسرین کے بیان کردہ معنوں میں فرق ہے انا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا۔ ہم نے کفار کے لئے مہمانی کے طور پر جہنم تیار کی ہوئی ہے۔ قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا کہ دے کیا ہم تمہیں ان لوگوں کا حال بتائیں۔ جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ یہ بھی

اس زمانہ کا نقشہ

کھینچا گیا ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ دنیوی کوششیں انتہاء تک پہنچنے والی تھیں اور یورپین قوموں کی طرف سے یہ دعوے ہونے والا تھا کہ ہم دنیا میں سب سے زیادہ محنت کرنے والی اور سب سے زیادہ کام کرنے والی ہیں۔ چنانچہ سائنس کے متعلق بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان میں یہ دعوے کیا گیا ہے کہ جس قسم کی تحقیقاتیں پہلے کبھی نہیں ہوئیں۔ اور جس قسم کی ایجادیں اس زمانہ میں ہوئی ہیں۔ اس قسم کی ایجادیں پہلے کبھی نہیں ہوئیں۔ گویا یورپ نے تہذیب و تمدن کو انتہاء تک پہنچا دیا ہے۔ اس لئے فرمایا تمہارے نقطۂ نگاہ میں یہ انتہاء درجہ کی ترقی ہے۔ مگر ہمارے نقطۂ نگاہ میں یہ انتہاء درجہ کی ناکامی ہے فرمایا کیا ہم تمہیں ان لوگوں کا حال بتائیں الاخسرین اعمالا جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گرے ہوئے ہیں۔ اور جو کامیابی کے دعوے کرنے کے باوجود دراصل ناکامی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں۔ الذین ضل سعیہم فی الحیوٰۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا الاخسرین اعمالا وہ لوگ ہیں جن کی تمام تر کوششیں دنیوی امور کی سر انجام دہی میں لگی ہوئی ہیں۔ اگلی زندگی کا انہیں کوئی فکر نہیں ان کی تمام جدوجہد

اُن کی تمام علمی ترقی

اور ان کی تمام تگ و دو محض اس لئے ہے کہ وہ دنیا میں نئی سے نئی ایجادات کریں۔ سائنس میں ترقی کریں۔ کائنات کے اسرار دریافت کریں مگر سب کوششیں ان کی دنیا میں ہی لگی ہوئی ہیں۔ دین کا انہیں کوئی خیال نہیں مگر ایسے آدمی چونکہ دنیا میں ہمیشہ پائے جاتے ہیں اور ہمیشہ لوگوں کا ایک حصہ ایسا ہوتا ہے جن کی تمام کوششیں دنیا کے کاموں میں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے تھے۔ اس لئے سوال ہو سکتا ہے کہ

پھر خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کا ذکر کیوں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اگلے حصہ میں اس سوال کا جواب دیا اور فرماتا ہے وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا کہ

ان لوگوں کی خصوصیت

یہ ہوگی کہ ان کی مذہبی حس ماری ہوئی ہوگی پہلے زمانہ میں لوگ دنیا کے کاموں میں مشغول ہوتے تھے تو ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ گو ہم دنیا کے کاموں میں مشغول ہیں مگر ہم گنہگار ہیں۔ مگر فرمایا یہ زمانہ ایسا ہوگا کہ لوگ دنیا کے کاموں میں ہمہ تن مشغول ہوں گے۔ اور پھر کہیں گے وہ بہتر کام کر رہے ہیں۔ مذہب کی طرف توجہ کرنے کو بے وقوفی سمجھا جائے گا۔ اور ایسے شخص کو جو مذہب کی طرف توجہ کرے گا۔ نالائق کہا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مذہب کی طرف توجہ کرنے والوں کے لوگوں نے عجیب عجیب نام رکھے ہوئے ہیں پھر چونکہ اس قسم کی مجالس میں بیٹھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ اس لئے ایسے نام سننے میں نہیں آتے۔ مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ مذہب کی طرف جو شخص توجہ کرے اسے ”بگ“ فل اموفیئے کہتے ہیں۔ پھر نہ معلوم اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ مگر آپ یہ بھی فرماتے کہ دین کی طرف توجہ کرنے والوں کو ہمارے ملک میں ”کمر ٹکے“ بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کو ”دقیانوسی“ کہا جاتا ہے۔ جو مذہب کی طرف توجہ کریں غرض کئی نام انہوں نے اس قسم کے لوگوں کے تجویز کئے ہوئے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ مذہب کے پیچھے چل کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔ اور یہی اصل کام ہے اس میں حصہ نہیں لیتے ہماری جماعت کے دوست بھی جب باہر تبلیغ کے لئے جاتے ہیں تو بسا اوقات لوگ ان سے سوال کرتے ہیں۔

کہ حضرت مرزا صاحب نے کیا کام کیا

اور جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے کام بتائے جاتے ہیں تو وہ سن کر کہہ دیتے ہیں۔ یہ تو یاد تیں ہوئیں آپ یہ بتائیں انہوں نے کام کیا کیا پھر اور کام بتائیں تو وہ سن کر کہہ دیتے ہیں یہ تو باتیں ہوئیں آپ بتائیں انہوں نے کام کیا کیا گویا ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کیا کیا ایجادیں کیں۔ کتنے کارخانے جاری کئے۔ کتنی یونیورسٹیاں بنائیں کتنے لوگوں کو بی۔ اے اور ایم۔ اے بنایا کتنے ملکوں پر قبضہ کیا اور جب یہ نہیں ہوا تو ان کے نزدیک کوئی کام ہی نہیں ہوا۔ الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا ان

کی تمام قوتیں دنیوی کاموں میں ضائع ہو گئی ہیں۔ وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اور پھر ان کے دل میں یہ احساس تک پیدا نہیں ہوتا کہ وہ کوئی برا کام کر رہے ہیں بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہترین کام کر رہے ہیں اولٰئک الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا۔ پھر یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان میں

دو عیب پائے جاتے ہیں

گویا اس زمانہ کے دو عظیم الشان عیب ہیں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے ایک کفروا بآیات ربھم۔ وہ معجزات کے منکر ہوں گے اور ان کی جگہ اپنے کمالات کے دعوے دار ہوں گے۔ کئی ڈاکٹر اس بات کے پیچھے لگے ہوں گے کہ وہ مردوں کو زندہ کریں کئی انسانی حیات کا ماخذ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ اور اگر انہیں اس بات میں کامیابی نہیں ہوگی۔ تو لوہے کے پتلے انسانی شکل میں بنا کر ان میں ایسی کلیں لگا دیں گے۔ جن سے وہ خود بخود تمام کام کریں گے۔ چنانچہ امریکہ میں پہرے کے لئے بعض دفعہ ... اس قسم کے لوہے کے پتلے کھڑے کر دیئے ہیں۔ انسان جب دروازہ پر پہنچتا ہے تو وہ اسے روک لیتا ہے اور آگے جانے نہیں دیتا یا دیکھو وہ لوہے کی مشین ہوتی ہے۔ اس طرح کئی ہوٹلوں میں اس قسم کی کلیں لگی ہوتی ہیں وہ لوہے کے پتلے ہوتے ہیں۔ مگر کپڑے دھوتے ہیں۔ برتن مانجتے ہیں۔ اور اس طرح کے اور بہت سے کام کرتے ہیں اور اب تو امریکہ میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ان میں کچھ عقل بھی پیدا کر دی جائے اور بجلی کے ذریعہ ایسی بار یک حس ان میں پیدا کر دی جائے کہ وہ انسانی خیالات اور ارادہ سے متاثر ہو کر ان کے مطابق عمل کریں اور دیکھنے والا سمجھے کہ وہ عقل کے مطابق کام کر رہے ہیں غرض کفروا بآیات ربھم ایک تو وہ معجزات کے منکر ہوں گے ولقائہ اور دوسرے قیامت کے منکر ہو گئے گویا

بعث بعد الموت کا انکار

اور معجزات کا انکار اس زمانہ میں بڑی شدت سے ہوگا۔ فحبطت اعمالھم اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے اعمال اوپر نہیں جا سکیں گے۔ کیونکہ جو عمل دنیا کے لئے ہو وہ دنیا میں ہی رہتا ہے حبطت کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے کوئی عمل کیا تو پھر وہ ضائع کس طرح ہو جائے گا مگر اس اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتے

ہیں حبطت کے معنے ضائع ہونے اور گر جانے کے ہیں حالانکہ اس کے یہ معنے نہیں۔ حبطت کے جو معنے ہیں ان کا پتہ قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاطر میں فرماتا ہے من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر ع۲) یعنی جو شخص عزت چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے۔ کیونکہ

تمام عزت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

اور تمام پاکیزہ روحیں اسی کی طرف صعود کرتی ہیں اور عمل صالح یعنی ایمان کے مطابق عمل ہی ان کو بلند کرتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کے ضائع ہو جانے کے یہ معنے ہیں کہ وہ اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں ہوتے اور جو عمل اچھا ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہو جاتا ہے تو حبطت اعمالھم کے یہ معنے ہیں کہ چونکہ ان کے اعمال خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوں گے اس لئے وہ انہیں قبول نہیں کرے گا۔ پھر فرماتا ہے فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا۔ قیامت کے دن ہم ان لوگوں کے لئے کوئی وزن مقرر نہیں کریں گے اس کے یہ معنے نہیں کہ ان لوگوں کے اعمال کی کوئی قیمت تو ہوگی مگر لگائی نہیں جائے گی۔ جیسے بعض پرانے مفسرین کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے اعمال کا وزن تو ہوگا مگر خدا تعالیٰ سزا کے طور پر انہیں کہے گا کہ میں ان اعمال کے بدلہ میں تمہیں کوئی انعام نہیں دیتا۔ دراصل

عربی زبان کا یہ محاورہ ہے

کہتے ہیں ما لفلان عندنا وزن اور وزن کے معنے قدر کے ہوتے ہیں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی ہمارے نزدیک کوئی قدر نہیں۔ یہاں بھی فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا کے یہ معنے ہیں کہ ہماری نگاہ میں ان کے اعمال کی کوئی قدر نہیں کیونکہ وہ اعمال انہوں نے دنیا کے لئے کئے تھے ہمارے لئے نہیں کئے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء کہ جو شخص دنیا کیلئے کوئی کام کرتا ہے اسے دنیوی نعمتیں مل جاتی ہیں اور جو دین کے لئے کوئی کام کرتا ہے اسے دینی نعمتیں مل جاتی ہیں چونکہ ان کے کام کی غرض صرف دنیوی نعمتوں کا حصول تھا سو وہ نعمتیں ہم نے دے دیں اور جب انہیں اپنے کام کا بدلہ مل گیا تو اب دوبارہ ہم انہیں کس طرح بدلہ دے

سکتے ہیں ہاں اگر آخرت کے لئے وہ کوئی کام کرتے تو آخرت میں بھی انہیں بدلہ مل جاتا۔ لیکن جب انہوں نے آخرت کے لئے کوئی کام نہیں کیا تو آخرت میں ان کے لئے کوئی بدلہ بھی نہیں۔ ذالک جزاءھم۔ یہ بات جو ہے یعنی کفر بآیات رب اور کفر بلقاء یہ باتیں ان کے حبط اعمال کا موجب ہیں اور اسی وجہ سے ان کے اعمال کی ہمارے نزدیک کوئی قدر نہیں ذالک جزاءھم۔ یہ ان کی جزاء ہوگی۔ جہنم یعنی یہی جہنم ہے۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے ذالک جزاءھم جہنم کے الفاظ مختلف سورتوں میں آتے ہیں اور ہر جگہ اس کے مختلف معنے ہیں۔ اس جگہ میرے نزدیک

زیادہ صحیح معنے یہ ہیں

کہ ذالک یعنی یہ باتیں جو ہم نے پہلے بیان کی ہیں اس کے آگے عطف بیان ہے اور فرماتا ہے جزاءھم جہنم ان کی جزاء سے مراد یہی جہنم ہے۔

اس جگہ وہی مفہوم بیان کیا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ بقرہ کی ایک آیت کا جو جنت کے متعلق ہے مفہوم بیان فرمایا ہے آپ اتوا بہ متشابھا (بقرہ ع۳) کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمتیں درحقیقت تمثلات ہیں نماز روزہ اور دوسری عبادتوں کے اور جہنم کیا ہے۔ وہ تمثل ہے۔ کفر بآیات اور کفر بلقاء کا۔ تو جہنم بھی ویسی ہی تمثلاتی دنیا ہے جیسے جنت۔ ہاں ہوا گی ہوگی وہ کوئلوں اور پتھروں کی نہیں ہوگی بلکہ خدا کی دوری کی آگ ظاہری آگ میں متمثل ہو جائے گی مگر اس کی شکل ضرور ہوگی جیسے انسان کو جب بخار بڑھتا ہے تو وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ اسے آگ لگ رہی ہے۔ اور بعض دفعہ ظاہری طور پر بھی اسے شعلے دکھائی دیتے ہیں اسی طرح نزلہ ہو جائے تو انسان بعض دفعہ اس کے اثر سے متاثر ہو کر خواب میں یوں دیکھتا ہے کہ وہ ایک دریا میں ڈوب رہا ہے۔ حالانکہ جب کوئی انسان خواب میں دیکھے کہ وہ آگ میں جل رہا ہے یا دریا میں ڈوب رہا ہے تو اسے اس تکلیف سے کوئی کم تکلیف محسوس نہیں ہوتی جتنی آگ میں جلتا ہوا شخص یا دریا میں ڈوبتا ہوا شخص محسوس کرتا ہے اگر کسی شخص کو ظاہری طور پر آگ میں نہ ڈالا جائے اور اسے صرف یہ رویا دکھائی شروع کر دی جائے کہ وہ آگ میں جل رہا ہے اور اس سے نکلنے کا اسے کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تو اسے بھی ویسی ہی تکلیف ہوگی جیسے ظاہری طور پر آگ میں ڈالا جائے بلکہ چونکہ وہ جذباتی دنیا ہے۔ اس لئے ممکن ہے وہ ظاہری آگ سے بھی زیادہ دکھ اور تکلیف محسوس کرے۔ ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں کہ بعض آدمیوں نے خواب میں کوئی

اب وہشت ناک نظارہ دیکھا کر صبح جب آنکھ کھلی تو اس کے اثر سے ان کے تمام سیاہ بال سفید ہو چکے تھے۔ اس طرح بعض کی سوتے سوتے جان نکل جاتی ہے۔ کوئی ہیبت ناک نظارہ دیکھتے ہیں اور ڈر کر چیخ مارتے ہیں اور سوتے سوتے مر جاتے ہیں۔ تو بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھ کر تسلی پا لیتے ہیں کہ وہ تمثیلی دنیا ہے اس کے عذاب سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ تمثیل چیز خیالی چیز نہیں ہوتی۔

تمثیلی دنیا کے معنے

محض اس کے یہی ہیں کہ وہ روحانی عالم ہے یہ معنے نہیں کہ وہ خیالی عالم ہے۔ پس جس طرح جنت کے انعامات تمثل ہیں عبادت کا۔ اسی طرح جہنم کے عذاب تمثل ہیں بدکاری خدا سے دوری اور فسق و فجور کا۔ اور یہ آیت اسی مضمون کو واضح کرتی ہے فرماتا ہے ذالك جزاءهم جهنم یہ اُن کی جزا ہوگی۔ اور یہ ان کی بدیوں اور خدا تعالےٰ سے دوری کا آخری نتیجہ ہوگا۔ ورنہ بدی کی ابتدا کفر بآیات رب اور کفر بلقاء سے نہیں ہوتی۔ بدی کی ابتدا بہت چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہوتی ہے پھر فرماتا ہے یہ سزا انہیں کیوں ملی۔ اسلئے کہ بما کفروا انہوں نے کفر کیا۔ یعنی پہلے چھوٹا کفر کیا اور اس کے بعد اور کفر کیا اور اس کے بعد اور کفر کیا۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے کفر بآیات رب تک نوبت پہونچ گئی گویا الکفر ورن کفرکی طرح پہلے انسان ایک کفر کرتا ہے۔ پھر اس کے نتیجہ میں ایک اور کفر کرتا ہے جو پہلے کفر سے بڑا ہوتا ہے۔ پھر اس سے بڑا کفر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کے معجزات اور اس کی آیات کا ہی انکار کر دیتا ہے۔ یورپ کے ایک مصنف نے اس کا نقشہ

ایک قصہ کے رنگ میں

کھینچا ہے وہ لکھتا ہے ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو قتل کر دیا۔ پھر اس کا مال لوٹنے لگ گیا۔ جب وہ مال لوٹ رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ تمثیلی طور پر اس کے سامنے ایک شخص کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے اچھا تم اسے قتل کر کے اب اس کا مال بھی لوٹنے لگ گئے ہو (یہ دراصل اس کے خیالات کا اثر تھا۔ جو متمثل ہو کر اس کے سامنے آ گئے) کہنے لگا ہاں میں مال لوٹنے لگا ہوں وہ کہنے لگا تمہیں کچھ یاد بھی ہے جب تم نے پہلے پہل فلاں برا کام کیا تھا تو اس وقت تمہارے دل کی کیا حالت تھی۔ کہنے لگا اس وقت تو بڑی گھبراہٹ تھی۔ اور میں سمجھتا تھا کہ میں نے برا کام کیا ہے۔ اس نے پوچھا پھر وہ کہنے لگا پھر دوسری دفعہ وہی کام کیا تو گھبراہٹ ذرا کم ہوئی۔ تیسری دفعہ کیا تو اور کم ہوئی یہاں تک کہ میری گھبراہٹ بالکل جاتی رہی۔ وہ پوچھنے لگا اچھا تو پھر فلاں جرم جب تم نے پہلے دن کیا تھا تو تمہاری کیا حالت تھی۔ وہ کہنے لگا اس دن بھی مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ اور میں نے گھبراہٹ میں سارا دن کاٹا مگر دس بارہ دفعہ جب وہی فعل کیا تو گھبراہٹ جاتی رہی۔ وہ کہنے لگا بس اسی طرح تم بدی میں ترقی کرتے رہے اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا گناہ تم سے ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ آخری جرم تم سے یہ قتل سرزد ہوا ہے اور یاد رکھو کہ اب یہ بھی کسی اور بڑے جرم کا پیش خیمہ ہے۔ اس نظارے کا اس کی طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اُٹھ کر اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا اور کہا کہ میں فلاں شخص کا قاتل ہوں۔ اور جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے خود اپنے آپ کو کیوں پیش کر دیا تو اس نے جواب دیا کہ میرا اپنے نفس پر یہ احسان ہوگا اگر میں پھانسی پر چڑھ جاؤں اور پھر اس قتل سے بڑا جرم کرنے سے بچ جاؤں تو انسان پہلے ایک چھوٹا کفر کرتا ہے پھر اس سے بڑا کرتا ہے پھر اس سے بڑا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ

کفر کی آخری حد

تک پہونچ جاتا ہے تو وہی اس کے جرم کی سزا بن جاتا ہے گویا بُرے کاموں کا جو نتیجہ ہے وہی انسان کے لئے جہنم ہے۔ اگر انسان اپنے افعال پر نادم ہو اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے تو اس کا قصور معاف کر دیا جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی معافی طلب نہیں کرتا تو عالم آخرت میں وہی بُرے افعال اس کے لئے جہنم بن جاتے ہیں۔ واتخذوا آیاتی ورسلی هزوا بسبب ابتدائی کفر کے اور بوجہ اس کے کہ انہوں نے میری آیات اور میرے رسل کی تخفیف کی ان سے ہنسی مذاق کیا اور ان کی بے قدری کی انہیں یہ سزا دی جائے گی۔ گویا پہلے خدا تعالےٰ کی آیات اور اس کے رسولوں سے ہنسی اور مذاق ان کا شیوہ ہوتا ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے ان کا کلی انکار کر دیتا ہے۔ یہاں ایک عجیب نکتہ بیان کیا گیا ہے۔ جو یہ ہے کہ یہ آیت دراصل جواب ہے اولئك الذين كفروا بآيات ربهم ولقاءه کا چنانچہ اُس جگہ كفروا بآيات ربهم کہا تھا اور یہاں كفروا واتخذوا آیاتی میں کفر بآیات کا ذکر کر دیا مگر وہاں ولقاءه کہا تھا اور یہاں لقائی کہنے کی بجائے رسلی کہہ دیا اس میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ رسول ہی چھوٹی قیامت ہوتے ہیں۔ اسی لئے

رسولوں کے زمانہ کا نام

قرآن کریم میں ساعت اور حشر رکھا گیا ہے وہ بھی دنیا کو انذار اور تباہی کی خبریں دیتے ہیں اور ان کے دشمن بھی ان کے مقابلہ میں ہلاک ہوتے ہیں اور پھر جس طرح قیامت کے دن چھوٹے بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے کہلانے والے چھوٹے کئے جائینگے۔ اسی طرح انبیاء کے زمانہ میں چھوٹے بڑے کئے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے انبیاء کی بعثت کو قیامت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ پس کفر بلقاء کے مقابلہ میں رسل کا ذکر لانے سے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ رسالت کا انکار بھی اس بڑے لقاء کا انکار ہے جو مرنے کے بعد ہوگا۔ اور جو شخص اس چھوٹے لقاء کو جو دنیا میں ہے تسلیم نہیں کرتا وہ دوسرے لقاء کو بھی جو مرنے کے بعد پیش آئے گا نہیں مانتا۔ دوسرے اسکے یہ معنے ہیں کہ رسولوں پر ایمان لانے کے بغیر کوئی شخص قیامت پر ایمان نہیں لا سکتا گویا رسول اور قیامت ایک ہی چیز ہیں اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ایک دوسرے مقام پر من آمن بالله واليوم الآخر (بقرہ ع) میں

اللہ تعالےٰ کے ساتھ رسولوں کا ذکر

نہیں کیا بلکہ قیامت کا ذکر کیا ہے ڈاکٹر عبد الحکیم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو اعتراضات کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے نزدیک خدا اور یوم آخرہ پر ایمان لا کر انسان نجات پا سکتا ہے رسولوں پر ایمان لانا ضروری نہیں مگر یہاں اللہ تعالےٰ نے اس اعتراض کو بالکل دور کر دیا ہے اور لقاء کے مقابلہ میں رسل رکھ کر بتا دیا ہے کہ رسل کو لقاء کی جگہ اور لقاء کو رسل کی جگہ رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جو شخص قیامت پر ایمان لاتا ہے اُس کے لئے یہ امر لازمی ہے کہ وہ رسولوں پر ایمان لائے اور جو رسولوں پر ایمان لاتا ہے اُسکے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ قیامت کو مانے گویا یہ دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح بجا لائے انہیں اجر دیا جائے گا۔ یاد رکھو ہمارے ہاں جن باتوں کو نیک عمل کہتے ہیں یا انگریزی میں جنہیں گڈ ایکشنز کہتے ہیں قرآن کریم اُنہیں عمل صالح قرار نہیں دیتا سارے قرآن کریم میں شاذ و نادر کے طور پر شاید کسی مقام پر نیک عمل کے لئے خیر کا لفظ استعمال ہوا ہو تو ہوا ہو ورنہ قرآن کریم ہمیشہ عمل صالح کا لفظ استعمال کرتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نیکی وہی ہے جو مطابق حالات ہو اور اگر حالات کے مطابق کوئی عمل نہ ہو تو وہ عمل صالح نہیں کہلائے گا۔ مثلاً اگر لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ نیک اعمال کونسے ہیں تو وہ کہینگے نماز روزہ زکوٰۃ حج اور جہاد وغیرہ حالانکہ قرآن کریم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض نمازیں بری ہوتی ہیں بعض روزے بُرے ہوتے ہیں اور بعض صدقہ و خیرات انسان کو ثواب پہنچانے کی بجائے اسے خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا مورد بنا دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا خالی نماز نیک عمل نہیں اگر خالی نماز نیک عمل ہوتا تو ويل للمصلين کیوں آتا اور کیوں اللہ تعالےٰ فرماتا کہ بعض نمازیں پڑھنے والے جو ریاء کیلئے پڑھتے ہیں جو اسلئے پڑھتے ہیں کہ لوگ انہیں کہیں کہ یہ بڑے مولوی ہیں یہ بڑے زاہد اور عابد ہیں اُن پر ہماری لعنت ہوتی ہے اسی طرح بعض روزے اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا انسان کو مورد بنا دیتے ہیں مثلاً انسان عید کے دن روزے رکھے تو وہ اسلامی نقطۂ نگاہ میں شیطان بن جانے کا باعث ہے یا اگر انسان ایسی حالت میں حج کرے جب اس میں حج کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں یا زکوٰۃ ایسی حالت میں دے جبکہ زکوٰۃ اُس پر فرض نہ ہو تو یہ اعمال صالح نہیں کہلا سکتے۔ عمل صالح وہی نیک عمل ہے جو مطابق حالات اور مناسب موقع ہو اسی لئے خدا تعالےٰ نے بار بار قرآن کریم میں ایمان کے ساتھ عملوا الصالحات کا ذکر کیا ہے لوگ غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ نماز نجات دلا دے گی یا روزہ نجات دلا دیگا یا حج نجات دلا دیگا یا زکوٰۃ نجات دلا دے گی مگر فرمایا یہ صحیح نہیں۔ نماز وہ نجات دلا سکتی ہے جو نماز پڑھنے کے مواقع پر پڑھی جائے اگر کسی وقت کفار سے جہاد ہو رہا ہو لڑائی لڑی جا رہی ہو مسلمان مارے جا رہے ہوں۔ کفار بڑھتے آ رہے ہوں اور کوئی شخص مصلّٰی بچھا کر نماز پڑھنے لگ جائے تو ہم کہیں گے اس کی نماز کوئی نماز نہیں اس وقت جہاد میں کام کرنے کا وقت ہے مصلّٰی پر بیٹھ کر تسبیح پھیرنے کا وقت نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے اور کہے میں جہاد کے لئے چلا ہوں تو ہم کہیں گے وہ نماز سے بچنے کا بہانہ تلاش کر رہا ہے۔ غرض اپنی ذات میں نہ نماز نجات دلا سکتی ہے نہ روزہ نہ حج نہ جہاد بلکہ جو نیک کام بھی موقع و محل کے مطابق ہو وہی انسان کے کام آتا ہے۔ كانت لهم جنات الفردوس نزلا وہ جنت الفردوس میں رہیں گے اور انکی وہاں ویسی ہی عزت و تکریم ہوگی جیسی مہمانوں کی ہوتی ہے خالدين فيها وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ لا يبغون عنها حولا اور وہ اس کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانے کی کوشش نہیں کرینگے۔ یہاں بھی اللہ تعالےٰ نے

یورپین لوگوں پر ایک لطیف

چوٹ لگائی ہے وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ انہوں نے اپنے ممالک کو جنت بنا دیا ہے دوسری قوموں پر وہ ہنسی کرتے اور کہتے ہیں کہ تم نے کیا کیا۔ مگر باوجود اس دعوےٰ کے وہ دوسرے ملکوں میں جاتے اور انہیں فتح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالےٰ انکے اس عمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو جنت ہو وہاں سے نکلنے کی کوئی شخص کوشش نہیں کرتا۔ دیکھو تمہارا ایک

ملک سے دوسرے ملک کو حاصل کرنے کی خواہش کرنا بتاتا ہے کہ تمہارے اندر کوئی بے چینی ہے کوئی اضطراب ہے اور تم کسی چیز کی تلاش میں پھر رہے ہو جو ابھی تک تمہیں نہیں ملی۔ تمہارا روزانہ اپنے قانونوں کو بدلنا۔ اپنے ملکوں کو چھوڑ کر اور ملکوں میں چلے جانا بتاتا ہے کہ تمہیں جنت حاصل نہیں بلکہ تم بے چینی اور پریشانی کا شکار ہو رہے ہو

عورتوں کی عادت

ہوتی ہے وہ کمرے کی صفائی کرتی ہیں تو بعض دفعہ بستر جو ایک کونہ میں چارپائی پر لگا ہوا تھا وہاں سے اٹھا کر دوسرے کونہ میں کر دیتی ہیں وہاں کی چیزیں اٹھا کر کسی اور جگہ رکھ دیتی ہیں اور چند دنوں کے بعد پھر اس کو بدل کر کوئی اور طریق اختیار کر لیتی ہیں۔ گویا ان کی تسلی نہیں ہوتی اور ایک خلش سی ہر وقت ان کے سینہ میں باقی رہتی ہے اسی طرح فرماتا ہے تمہارا قانون کو بدلنا روزانہ کئی قسم کے تغیرات کرنا حکومت کے اندر مختلف تبدیلیاں کرنا بتاتا ہے کہ ابھی تمہارے دلوں کو امن نہیں۔ لیکن فرماتا ہے۔ ہماری جنت تو وہ ہے جس میں سے کوئی شخص نکلنے کی آرزو نہیں کر سکتا

قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اس زمانہ میں پریس ایجاد ہو جائیں گے کتابیں بڑی کثرت میں شائع ہونی شروع ہو جائیں گی اور علوم اپنے کمال کو پہنچ جائیں گے اور یہ دعویٰ کیا جائے گا کہ ہم نے بال کی کھال اتار دی ہے ہم نے نیچر کے راز معلوم کر لئے ہیں ہم نے

کائنات عالم کے اسرار

دریافت کر لئے ہیں فرمایا ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے بے شک تم نے کتابوں پہ کتابیں لکھیں اور ان کے شائع کرنے میں بڑی سیاہی استعمال کی اور استعمال کر رہے ہو مگر یہ تو کیا چیز ہے۔ اگر سمندروں کے سمندر بھی سیاہی بن جائیں اور اس سیاہی سے تم کتابیں لکھو اور لکھتے چلے جاؤ لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی سمندر ختم ہو جائیں گے مگر نیچر کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں جس قدر کتابیں موجودہ زمانہ میں لکھی جا چکی ہیں اگر ان کی سیاہی کو اکٹھا کیا جائے تو دریا اور بیاس کے برابر دریا اس سے بھر جائیں۔ مگر فرمایا۔ یہ تو کچھ چیز نہیں اگر سمندر بھی سیاہی بن جائیں اور تم اس سیاہی سے یہ کتابیں لکھتے چلے جاؤ۔ اور نیچر کے اسرار بیان کرتے چلے جاؤ۔ تو سمندر ختم ہو جائیں گے مگر یہ علوم موجود رہیں گے۔ جن تک تمہاری رسائی

نہیں ہوتی ہو گی۔ اور اگر ان سمندروں کے ختم ہونے کے بعد اسی طرح کے اور سمندر سیاہی بن جائیں اور پھر ان سے بھی کتابیں لکھی جائیں۔ تب بھی قدرت کے اسرار کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ پس جبکہ وہ علوم جن کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ تو تمہیں ان علوم کے پیچھے پڑنے سے کیا فائدہ۔ ہاں

ایک اور علم ہے

جو انبیاء کے ذریعہ دنیا میں آتا ہے اور گو اس میں بھی ضرورت کے مطابق زیادتی ہوتی رہتی ہے مگر ہر شخص اس میں سے جتنا حصہ چاہے لے سکتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہوتی ہے کہ انسان اپنے اندر اس کے حصول کی استعداد پیدا کرے دنیا میں تو جب کسی انسان کو ایک کروڑ روپیہ ملتا ہے وہ کہتا ہے دس کروڑ ہو جائے۔ دس کروڑ ملے تو وہ کہتا ہے ایک ارب مل جائے ایک ارب ملے تو دس ارب حتٰی کہ کھرب اور سنکھ تک وہ اپنی آرزوؤں کو لے جانا چاہتا ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں ہر انسان اپنے انعامات پر مطمئن ہو گا اور اس سے اگلا مقام اور اس سے بہتر انعامات اس وقت تک اس کی نگاہ سے مخفی رکھے جائیں گے۔ جب تک خدا یہ فیصلہ نہ کر دے کہ اب یہ اگلے انعامات کا مستحق ہے جب خدا کے نزدیک وہ اگلے انعامات کا اہل ہو گا اللہ تعالیٰ اس پر وہ انعامات بھی ظاہر کر دے گا۔ اور جب وہ ان کے پانے کی آرزو کرے گا تو وہ اسے مل جائیں گے۔ گویا حسرت اور افسوس اس کے دل میں کبھی پیدا نہیں ہو گا۔ پس اس دنیا اور اس دنیا کے انعامات میں بہت بڑا فرق ہے یہاں انسان نیچر کے اسرار دریافت کرتا اور پھر اس کے دل میں یہ حسرت رہ جاتی ہے کہ ابھی میں نے کچھ حاصل نہیں کیا مگر جب کسی انسان کو

اللہ تعالیٰ کی محبت

حاصل ہو جائے گی اور اس کی جنت اسے مل جائے گی۔ تو اس کے دل میں کبھی حسرت پیدا نہیں ہو گی کہ مجھے فلاں انعامات نہیں ملے۔ ان پر وہ کلی طور پر مطمئن ہو گا۔ اور اگلے انعامات اس کی نگاہ سے مخفی رکھے جائیں گے۔ مگر جب خدا چاہے گا کہ اگلے انعامات اسے دے تو ان انعامات سے پردہ اٹھا دے گا۔ اور وہ انہیں دیکھ کر ان کے ملنے کی جونہی آرزو کرے گا وہ اسے مل جائیں گے۔ لیکن یہاں انعامات اس وقت ملا کرتے ہیں۔ جب انسان یہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ مجھے یہ چیزیں نہیں مل سکتیں اور اس طرح اس کی زندگی حسرت اور افسوس

کرتے ہی گزر جاتی ہے

قل انما انا بشر مثلکم

تو ان کو کہہ دے کہ میں تمہارے جیسا ایک انسان ہی ہوں یعنی باوجود ان تمام تعلیمات کے جو انجیل سے لاکھوں گنا بڑھ کر ہیں اور باوجود غیب کی ان تمام باتوں کے بیان کرنے کے جن کو کوئی انسان اپنی عقل سے معلوم نہیں کر سکتا اور جن کے مقابلہ میں مسیح کے علوم اور مسیح کی اخبار غیبیہ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں میں ایک انسان ہی ہوں۔ خدا نہیں ہوں۔ تم نے سورۂ کہف کو پڑھا اور تم نے دیکھا کہ اس میں ایسے ایسے علوم بیان کئے گئے ہیں کہ سینکڑوں انجیلیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ پس حضرت مسیح سے بہت بڑا معجزہ تمہیں دکھایا گیا ہے۔ مگر پھر بھی میں خدا نہیں بن گیا۔ بلکہ بندہ ہی رہا ہوں یوحیٰ الیّ میری طرف ہر وقت یہ وحی ہو رہی ہے کہ انما الٰھکم الٰہ واحد تمہارا معبود ایک ہی خدا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ کے حضور اپنے روحانی مدارج میں میں جتنا زیادہ بڑھتا چلا جاتا ہوں۔ اتنے ہی وثوق اور یقین کے ساتھ مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی جاتی ہے کہ

تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے

پس تم جن امور کی بناء پر حضرت مسیح کو خدا بنا رہے ہو۔ اگر انہی امور کی بناء پر [illegible] کسی کو خدا بنانا جائز ہوتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حقدار تھے۔ کیونکہ انہوں نے ان علوم سے بہت زیادہ علوم دنیا کو سکھائے ہیں جو علوم حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو سکھائے تھے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہر سے بندوں میں سے ایک بندہ ہیں تو پھر تم نے اس شخص کو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی درجہ میں چھوٹا ہے کیوں خدا بنا رکھا ہے فمن کان یرجو لقاء ربہ۔ پس جو شخص بھی اپنے رب کی محبت حاصل کرنا چاہتا اور اس کی ملاقات کا خواہشمند ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا وہ عمل صالح کرے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دے عیسائی مذہب دراصل

دو اصول پر قائم ہے

ایک تثلیث۔ دوسرے کفارہ۔ تثلیث تو ظاہر ہی ہے کہ وہ ایک نہیں بلکہ تین خداؤں کے قائل ہیں۔ اور کفارہ کی بنیاد اس امر پر ہے کہ شریعت لعنت ہے۔ اور اس کے احکام پر عمل کر کے کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا اس لئے وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو دنیا کے گناہوں کے عوض کفارہ کر دیا۔ گویا تثلیث اور کفارہ عیسائیت کے دو بنیادی اصول ہیں۔ اگر کفارہ اور تثلیث کے الفاظ کو ہم اڑا دیں اور اس اصطلاح کی بجائے حقیقت کو دیکھیں تو عیسائیوں کے دو عقائد نظر آتے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا ایک نہیں بلکہ ایک سے زائد ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ

شریعت کے احکام پر عمل

کرنا لعنت ہے چونکہ یہ سورۃ عیسائیوں کے ذکر پر ہی مشتمل تھی۔ اس لئے اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے ان دونوں عقائد کا ذکر کر دیا اور فرمایا۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ توحید پر ایمان نہ لانا اور شریعت پر عمل نہ کرنا نجات کے لئے ضروری ہے مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور تم میں سے جسے بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی خواہش اور آرزو ہے اسے چاہیئے کہ ان دونوں عقائد کو ترک کر دے۔ فلیعمل عملا صالحا وہ شریعت کو لعنت قرار نہ دے بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت سمجھے اور وہ نیک اعمال بجا لائے جو موقع محل کے لحاظ سے مناسب ہوں ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے تثلیث اور کفارہ کو چھوڑ دے کہ یہ سب تحریفات ہیں جو بعد میں عیسائی مذہب میں ہوئیں۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور تم اس تثلیث اور کفارہ کے پھندے میں پھنسے رہے تو یاد رکھو تمہیں کبھی نجات نہیں ملے گی۔ (الفضل ۹/۸)

تصحیح

مکرم شمس العارفین صاحب موصی ۱۳۲۲۱ کی وصیت کا اعلان اخبار بدر مورخہ ۹-۶ میں ہوا تھا جس میں ولدیت غلطی سے محمد عبد النعیم صاحب کی بجائے محمد عبد المنعم شائع ہو گئی ہے۔ احباب تصحیح فرمائیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

انسانِ کامل

دُنیا کے لئے کامل نمونہ

از سیدنا حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۲)

آنحضرتؐ مجردوں کیلئے کامل نمونہ

پھر اور آگے بڑھو لو کتاب حیات میں لکھا پاتے ہیں کہ آپؐ پچیس ۲۵ سال یعنی جوانی بھر اور عرب کی آب و ہوا کے لحاظ سے ادھیڑ عمر تک بالکل کنوارے اور مجرد رہے۔ مگر نہایت عفیف، نہایت پاکدامن کہ کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا حرام۔ جوانی ہے۔ مگر دیوانی نہیں۔ قوٰی ہیں مگر ان کا غلط استعمال نہیں۔ جذبات ہیں مگر بے طریقہ نہیں۔ غرض ہمارا ممدوح تمام کنواروں اور غیر شادی شدہ لوگوں کیلئے کامل نمونہ ہے۔

آنحضرتؐ شادی شدہ کے لئے نمونہ

پھر آپ شادی کرتے ہیں اور ایک نہیں متعدد صرف بیوہ سے نہیں۔ بلکہ کنواری اور بیوہ دونوں سے۔ کسی ایک عمر والی سے نہیں بلکہ نوجوان بھی ادھیڑ اور بوڑھی ہر قسم کی عورتوں سے شادی کرتے ہیں۔ اور شادی شدہ لوگوں کے لئے ایسے نمونے دکھاتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ لکھا ہے کہ آپؐ اپنی بیویوں سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ سب سے شفقت سے پیش آتے تھے کبھی آپؐ نے کسی بیوی کو تھپڑ تک نہیں مارا۔ کبھی کسی کو جھڑکا تک نہیں۔ سب آپؐ سے خوش تھیں۔ بلکہ ان کو آپؐ سے اتنی محبت تھی کہ شوق سے پوچھتی تھیں کہ حضورؐ کی وفات کے بعد اگلے جہان میں حضورؐ سے سب سے پہلے کون ملے گی۔

آنحضرتؐ عورتوں کیلئے کامل نمونہ

آپؐ فرمایا کرتے تھے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی سب سے اچھا وہ شخص ہے جو بیوی کے حق میں سب سے اچھا ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حضورؐ کی کسی بیوی پر کبھی اتنا رشک نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہؓ پر حالانکہ میری شادی سے تین سال قبل وہ فوت ہو چکی تھیں۔ اور میں نے اُن کو کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ صرف اس لئے کہ حضورؐ اُن کی وفات کے بعد اکثر ان کی خوبیوں کا ذکر کرتے رہتے تھے حالانکہ عموماً مرد اپنی مرحومہ بیوی کی خوبیوں کا ذکر نئی بیویوں سے نہیں کرتے۔ پھر حضورؐ اگر بکری ذبح کرتے تو اپنی مرحومہ بیوی کی سہیلیوں تک کو حصہ بھیجتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضورؐ گھر میں تشریف لاتے تو نوعمری کی وجہ سے میں سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلتی ہوتی۔ حضورؐ کو دیکھ کر میری سہیلی لڑکیاں اِدھر اُدھر کونوں میں چھپ جاتیں۔ آپؐ وہاں سے اُن کو بلاتے اور کہتے کہ عائشہؓ کے ساتھ کھیلو۔ سفروں میں بھی حضورؐ بیویوں کو لے جاتے۔ اور ہر وقت ان کی دلجوئی فرماتے۔ لکھا ہے کہ گھر کے کام کاج میں بیویوں کا ہاتھ بٹاتے۔

یہود اور ہنود میں حائضہ بیوی باورچی خانے میں نہیں جا سکتی۔ خاوند کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتی۔ بلکہ الگ رہتی ہے۔ آپؐ نے یہ نانوری اور ذلت دور کی۔ حضورؐ ایسی حالت میں ساتھ سوتے، گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھتے، ساتھ کھانا کھاتے ایک برتن سے پانی پیتے۔ اسی طرح اسلام سے پہلے بیویاں خاوند کے مال کی وارث نہ ہوتی تھیں۔ حضورؐ نے عورتوں کو بھی اس حق سے مشرف فرمایا۔ جسے دیکھ کر آج تحریک ہو رہی ہے کہ ہندو بیوہ بھی خاوند کی وارث ہوا کرے۔ وفات کے وقت فرمایا۔ اِنَّ اَھَمَّ شَیْءٍ عِنْدِیْ اَمْرُکُنَّ۔ یعنی مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ تمہارا فکر ہے کہ تمہاری خدمت کون کرے گا۔ پھر فرمایا۔ وَلَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ اِلَّا الصَّادِقُوْنَ۔ یعنی تمہاری خدمت میرے بعد میرے سچے تابعدار اور پکے مومن ضرور کریں گے۔

غرض آپؐ نے ایک شادی شدہ شخص کے لئے وہ رافت اور حسن سلوک کا نمونہ قائم کیا ہے کہ جس کی نظیر نہیں۔ آپؐ کو تو دلجوئی یہاں تک منظور تھی کہ آپؐ نے ایک دفعہ شہد کا شربت جو آپؐ کو بہت مرغوب تھا پیا۔ کہ ایک بیوی نے یونہی کہہ دیا کہ آپؐ کے منہ سے بُو آتی ہے۔ فرمانے لگے آئندہ میں کبھی شہد کا شربت نہیں پیوں گا۔

صاحب اولاد کے لئے کامل نمونہ

پھر آپؐ کی کتاب حیات میں لکھا ہے کہ آپؐ صاحب اولاد تھے۔ زینبؓ۔ رقیہؓ۔ اُم کلثومؓ اور فاطمہؓ آپ کی بیٹیاں اور طیب وطاہر۔ قاسم اور ابراہیم آپؐ کے صاحبزادے تھے۔ آپؐ نے بچوں کی جو تربیت و نگرانی و شفقت اور ان کی صحت جسمانی و روحانی کا خیال رکھا ہے۔ وہ ایک ایسا تفصیلی پروگرام اور اسلوب کامل ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو اولاد کبھی نہ بگڑے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔ چنانچہ نمونہ دیکھو۔ کہ آپؐ کی سب سے پیاری بیٹی فاطمہؓ تھیں۔ باوجود اتنے لاڈ اور پیار کے آپؐ کی تربیت سے ایسی نکلیں سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کا خطاب پایا۔ اور دنیا کی ساری عورتوں سے بڑھ گئیں۔ تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں سیر کی کتب سے تمام حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔

اولاد فوت ہونے پر صبر کا کامل نمونہ

پھر آپؐ کی بہت سی اولاد آپؐ کے سامنے فوت ہو گئی۔ لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی۔ اور آپؐ اس شخص کے لئے جسے سینچ بھی جواب دے چکے تھے، کامل نمونہ ہیں آپؐ اس مصیبت زدہ کو جس کی اولاد مر جاتی ہے۔ جوان جوان بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ بُلا کر کہتے ہیں۔ کہ آ میں تیرا ہاتھ پکڑتا ہوں اور آ کہ میں تیرا رہبر بن سکتا ہوں۔ اور آ کہ میں بھی تیرے جیسی مصیبت برداشت کر چکا ہوں۔ میری اکثر جوان جوان بیٹیاں میری آنکھوں کے سامنے فوت ہو چکی ہیں۔ تمام لڑکے میری آنکھوں کے سامنے یکے بعد دیگرے اجل کا شکار ہو چکے ہیں۔ مگر دیکھ میرا دل غمگین ہے میری آنکھیں تر۔ مگر میری زبان اپنے مولیٰ کی حمد سے معمور ہے اور میری طرح اقرار کر کہ لَہٗ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی یعنی جس نے اولاد دی اُسی نے واپس بلا لی ہے اور آ میری طرح اقرار کر کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یعنی بے شک یہ اولاد ہم سے پہلے خدا کے حضور چلی گئی ہے اور ہم کو داغِ مفارقت دے گئی ہے۔ مگر چند دنوں تک ہم بھی اُن سے ملنے والے ہیں اس لئے چندروزہ جدائی کے بعد پھر ہمارے بچھڑے ہوئے ہم سے مل لیں گے۔ اور تھوڑے سے وقفہ سے آگے پیچھے جانے والے آپس میں ملاقات کر کے دائمی وصل کا شربت پئیں گے۔ بس کیا ہی عجیب نمونہ ہے۔ جو اولاد کی وفات پر حضورؐ نے دکھایا۔ لکھا ہے کہ حضورؐ اپنی ایک جوان لڑکی کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں۔ کسی نے کہا کہ حضورؐ نبی ہو کر یہ غم؟ آپؐ نے فرمایا یہ جذبہ تو رحمت و شفقت ہے جو وہ سروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

آنحضرتؐ کے اکلوتے بیٹے کی وفات

آپؐ کا صاحبزادہ ابراہیمؓ فوت ہو گئے لگتا ہے جو کہ آپؐ کا اکلوتا بیٹا ہے عین نزع کی حالت میں آپؐ کی گود میں دیا جاتا ہے آپؐ کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف نے تعجب کا اظہار کیا۔ آپؐ نے فرمایا عوف کے بیٹے یہ تو رحمت و رأفت ہے اور فرمایا اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا۔ یاد رکھو صبر کا جو کامل نمونہ حضور علیہ السلام نے دکھایا وہ ان تمام لوگوں کے لئے نمونہ ہے جن کے لخت جگر خدا کی مصلحت کے ماتحت ان سے جدا کر لئے جاتے ہیں۔

بطور جرنیل اور فاتح کے کامل نمونہ

پھر آپؐ نے جنگیں کیں اکثر فاتح ہوئے۔ کبھی فوج کے قدم بھی اُکھڑ گئے۔ تینوں حالتوں میں آپؐ نے وہ نمونہ دکھایا۔ جو ایک جنگجو، ایک فاتح اور ایک شکست خوردہ کے لئے کامل نمونہ ہے آپؐ جنگ کرتے تو سخت حکم تھا کہ کوئی عورت نہ ماری جائے، بچے نہ مارے جائیں۔ بوڑھوں سے تعرض نہ کیا جائے۔ درویشوں، راہبوں، تارک الدنیا لوگوں کو کچھ نہ کہا جائے۔ دیکھو! کسی کو آگ سے نہ جلایا جائے۔ دیکھو! نہ جانور قتل کرنا نہ درخت کاٹنا۔ یاد رکھو! اپنے مخالفوں کی طرح کسی دشمن مقتول کے ناک، کان نہ کاٹنا۔ جنگ اُحد میں جبکہ کفار نے مسلمان شہداء کے ناک، کان کاٹ دیئے یہاں تک کہ آپؐ کے چچا اسد اللہ حضرت حمزہؓ کے ناک، کان کاٹے گئے۔ پیٹ پھاڑ کر جگر نکال کر چبایا گیا۔ اور آپؐ کو سخت رنج پہنچایا گیا۔ مگر باوجود اس کے فرمایا کہ خبردار مسلمانو! تم ایسا نہ کرنا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

جنگجو اور پھر اب رحیم! پھر آپؐ فاتح ہو کر اعلان فرماتے تھے۔ دیکھو کسی زخمی کو قتل نہ کرنا۔ کسی بھاگنے والے کے پیچھے زیادہ تعاقب نہ کرو۔ کیا کتا ہے تو بھاگتے دو۔ جنگ بدر میں ستر کافر قید ہو کر مدینہ لائے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ان سے حسن سلوک کرنا۔ وہ قیدی خود کہتے ہیں کہ خدا کی قسم مسلمان آپ پیدل چلتے۔ ہمیں سوار کرتے۔ آپ بھوکے رہتے ہمیں کھانا کھلاتے۔ آپ پیاسے رہتے ہمیں پانی پلاتے۔ بتلاؤ دنیا کے لوگو! تم نے ایسا فاتح بھی کبھی دیکھا ہے؟ پھر اُحد میں ایک حد تک اور حنین میں ایک وقت تک مسلمان مغلوب رہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دیکھو۔ کہ صحابہؓ کے پیر اکھڑ جاتے ہیں مگر آپؐ میدان میں ڈٹے رہتے ہیں۔ حالانکہ شکست کے وقت جرنیل اور بادشاہ عموماً اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ پہلے سے روانگی کا انتظام کرتے ہیں۔ مگر حب سے مشہور بادشاہ نپولین نے

واٹرلو کے میدان میں ایسا ہی کیا تھا۔ مگر حضورؐ خود کھڑے رہے۔ فوج بھاگ گئی۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

بطور کنبہ والے کے کامل نمونہ

پھر آپؐ کنبہ والے ہیں۔ تمام کنبہ آپؐ سے خوش ہے۔ سب کی خبر گیری کرتے ہیں۔ خاندان کے کافر اور فاسق لوگوں کے متعلق فرمایا۔ اِنَّمَا آلُ فُلَانٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءِ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا۔ یعنی میرے خاندان کے فلاں فلاں لوگوں سے کفر و نفاق کی وجہ سے میرا کوئی قلبی تعلق نہیں۔ مگر وہ میرے رشتہ دار ہیں۔ وہ حق میں ان کا ضرور ادا کرتا رہونگا۔

بطور دوست کے کامل نمونہ

پھر اور سنیئے! آپؐ کسی کے دوست بھی ہیں۔ مگر سبحان اللہ کیسا اعلیٰ نمونہ آپؐ نے دوستی کا دکھایا۔ کہ کوئی دوست آپؐ کا شاکی نہیں۔ وفاداری ایسی کہ مرتے دم تک تعلق نبھایا۔ مدینہ میں آپؐ کے دوستوں کی عورتوں اور بچوں کا ایک گروہ ایک شادی سے واپس آرہا تھا۔ آپؐ بے اختیار ہو کر اُن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ۔ یعنی خدا کی قسم تم لوگ تو مجھے سب سے پیارے ہو۔ دوستوں سے وفاداری ایسی کہ فتح مکہ کے بعد انصار کو خیال پیدا ہوا کہ شاید آپؐ ہمیں چھوڑ کر مکہ ہی رہ پڑیں۔

اپنی وفات کے اعلان کے وقت فرمایا میرے بعد جو خلیفہ ہو۔ اُسے میں وصیت کرتا ہوں کہ انصار کا خیال رکھے۔ کیونکہ وہ میرے دلی دوست ہیں۔ پھر آپؐ کے دشمن بھی تھے۔ اور دشمن بھی ایسے کہ خون کے پیاسے۔ سبحان اللہ آپؐ کے عدل کے مداح، آپؐ کی امانت کے قائل، آپؐ کی خوبیوں کے معترف۔ دشمن تو ہیں مگر آپؐ میں کوئی عیب نہیں نکالتے۔ صرف دعویٰ نبوت کی وجہ سے یہ سب ناراضگی ہے۔ کسی دشمن کو یہ ڈر نہیں۔ کہ آپؐ قابو پاکر کوئی ناجائز کارروائی کریں گے۔ ہرقل جب ابوسفیان سے جو ابوجہل کے مرنے کے بعد مکہ کے کفار کا سردار ہے پوچھتا ہے۔ کہ محمد صلعم نے کبھی جھوٹ بولا، کبھی معاہدہ شکنی کی، تو اُسے بھی مجبوراً یہی کہنا پڑا کہ کبھی نہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

انکسار کا کامل نمونہ

پھر اور سنئے آپؐ ایک زمانہ میں کس مپرس تھے۔ پھر مشہور ہو گئے۔ خدا بھی فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ اکیلے تھے۔ لاکھوں آدمیوں کا مجمع آپؐ کے ساتھ ہو گیا۔ صرف ابوبکرؓ کو لے کر مکہ سے نکلے تھے۔ مگر آٹھ سال کے بعد دس ہزار قدوسیوں کے جھرمٹ میں مکہ داخل ہوئے۔ مگر ہر موقعہ پر اچھا نمونہ ہی اختیار فرمایا۔ اکیلے تھے تو کسی سے دبے نہیں۔ حق کا اظہار کیا۔ لاکھوں ساتھی مل گئے تو کسی پر بے جا دباؤ نہ ڈالا۔ گمنام تھے تو ذلیل نہ تھے مشہور ہوئے تو متکبر نہ ہوئے۔ غرض ان تمام باتوں میں حضورؐ نے دنیا کے لئے کامل نمونہ پیش کیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

بطور قیدی آپؐ کا کامل نمونہ

پھر آپؐ قید بھی ہوئے۔ تین سال تک شعب ابی طالب میں قید رہے حضرت یوسفؑ بھی قید ہوئے۔ مگر قرآن کہتا ہے۔ کہ قید کرنے والوں کی طرف سے کھانا ملتا تھا۔ مگر حضورؐ کو ظالموں نے اس طرح قید کیا کہ خود کھانا دینا تو کجا پہنچنے بھی نہ دیتے تھے۔ لکھا ہے کہ رات کے وقت بنو ہاشم کے معصوم بچوں کے بھوک کے مارے رونے کی آوازیں سارا مکہ سنا کرتا تھا۔ مگر سبحان اللہ! صبر ہو تو ایسا۔ قید رہے مگر حق کو نہ چھوڑا۔ مصیبتیں برداشت کیں مگر سچائی سے منہ نہ موڑا۔ اور تین سال تک قید رہے۔ مگر دین حق کو پیش کرنے میں قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ یہاں تک کہ رات کو بچوں کے رونے کی آوازیں سن کر والے درندے بھی برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے اپنا بائیکاٹ توڑ دیا۔ اور حضورؐ اور آپؐ کے کنبہ کے لوگ آزاد ہو گئے۔

زندگی کی تمام منزلوں میں کامل نمونہ

پھر آپؐ پر بچپن، جوانی، ادھیڑ عمر، اور بڑھاپا تمام عمریں آئیں۔ اور سب کے مناسب فرائض آپؐ نے ادا کئے۔ بچپن ہے مگر آوارگی نہیں، جوانی ہے مگر دیوانی نہیں ادھیڑ عمر ہے مگر کسل نہیں۔ بڑھاپا ہے مگر حق کے پہنچانے میں ضعف نہیں۔ نماز تہجد میں کھڑے نہیں ہو سکتے تو بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ غرض عمر کے تمام دور نہایت عمدگی سے گذارے۔ اور بچوں، جوانوں، ادھیڑ عمر والوں اور بوڑھوں کے لئے آپؐ کا نمونہ کامل نمونہ ہے۔ آپؐ ہمسایہ بھی رہے مگر کیا مجال کہ کسی ہمسایہ کو آپؐ سے شکایت ہو۔ بیویوں کو کہتے کہ ترکاری اور سالن میں پانی ذرا زیادہ ڈالا کرو۔ تاکہ ہمسایوں کو حصہ بھیجا جا سکے۔ دعوتوں میں ہمسایوں کو مقدم فرماتے۔ انسؓ کو فرماتے جا پاس والوں کو بلا لا۔ پھر آپؐ کے نوکر چاکر، لونڈی اور غلام بھی تھے۔ انسؓ کہتا ہے میں دس برس کا تھا کہ آپؐ کی خدمت کے لئے مقرر ہوا۔ آپؐ کی وفات تک دس برس کا عرصہ گذر گیا۔ خدمت کرتا رہا۔ کبھی آپؐ نے مجھے اُف تک نہ کہا۔ آپؐ مجھے کام کے لئے بھیجتے میں رستہ میں بچوں سے کھیلنے لگتا۔ دیر کے بعد آپؐ خود آتے اور پیچھے سے آکر بے تکلفی سے میرا کان پکڑ لیتے میں کہتا اچھا حضورؐ ابھی جاتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ وَاللّٰهِ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَادِمًا۔ یعنی خدا کی قسم حضرتؐ نے کبھی کسی ملازم کو نہیں مارا۔

غلاموں سے سلوک

غلاموں سے ایسی شفقت کہ زید بن حارثہ نام غلام آپؐ کو حضرت خدیجہؓ نے دیا۔ آپؐ نے اس سے ایسا حسن سلوک کیا کہ اس کے باپ اور بھائی مکہ میں آئے اور کہا کہ حضور یہ ہمارا لڑکا فلاں جنگ میں غلام بن کر حضور کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اسے ہمیں دیدیں۔ آپؐ نے بڑی خوشی سے اجازت دیدی مگر دیکھو آپؐ کے حسن سلوک کا اثر کہ زید نے کہا کہ مجھے اس شخص کی غلامی منظور ہے مگر آزاد ہو کر اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ اپنے قبیلہ میں جانا منظور نہیں۔ اس سے بڑھ کر غلاموں سے حسن سلوک کی کیا مثال اور کیا نمونہ ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔

آپؐ کی مظلومیت

اب میں ایک آخری بات لکھ کر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ حضورؐ تیرہ برس تک مکہ میں اور آٹھ برس تک مدینہ میں کفار عرب کے ظلموں کا تختہ مشق بنے رہے اُنہوں نے آپؐ کو وطن سے بے وطن کیا۔ آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو مارا پیٹا زخمی کیا۔ قتل کے درپے ہوئے۔ قید میں رکھا، طائف کے لفنگوں نے پتھر مارے، گالیاں دیتے، اوباشوں اور کتوں کو پیچھے بھگاتے ہوئے گیارہ میل تک حضورؐ کا تعاقب کیا۔ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں کہ پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی گندگی سمیت لاکر رکھدی۔ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں کہ گلے میں پٹکا ڈال کر گلا گھونٹنے لگے۔ جنگ اُحد میں آپؐ کو زخمی کیا۔ ہجرت کے موقعہ پر جو آپؐ کو زندہ یا مُردہ لادے، اُس کے لئے سو اونٹ کا انعام مقرر کر کے آپؐ کو اشتہاری مجرم قرار دیا۔ آپؐ کے ساتھیوں کو بے رحمی سے قتل کیا۔ آپؐ پر ایمان لانے والے غلاموں اور لونڈیوں کو مار مار کر اندھا کر دیا۔ ظالموں نے مسلمانوں کا ایک پاؤں ایک اونٹ سے اور دوسرا دوسرے سے باندھ کر دونوں کو چلا کر جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ضعیفہ عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر شہید کیا گیا۔ مدینہ پر متواتر چڑھ کر آئے آپؐ کی جوان حاملہ صاحبزادی کو اس قدر پتھر مارے کہ اسقاط ہو گیا۔ اور اسی میں وہ فوت ہو گئی۔

آپؐ کے عفو کا کامل نمونہ

ان تمام ظلموں کے بعد جب مکہ فتح ہوتا ہے اور خدا کا نبی دس ہزار قدوسیوں کے جھرمٹ میں اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ کے مطابق مکہ میں داخل ہوتا ہے اور دوسرے روز سب مکہ والوں کو صحن کعبہ میں جمع کیا جاتا ہے تو جاؤ کہ نرم سے نرم دل آدمی کیا سزا تجویز کرے گا؟

کیا مسلمانوں کے خون کی کوئی قیمت نہیں؟ کیا حضورؐ کی ہتک کا کوئی بدلہ نہیں؟ کیا زینبؓ کا اسقاط حمل بے انتقام جائیگا؟ کیا سمیہؓ مرحومہ کی دردناک موت اور خبیبؓ کا خوفناک قتل ضائع جائیگا؟ کیا مدینہ پر چڑھائیاں اور بدر، اُحد اور خندق میں مسلمانوں کا قتل ہونا کوئی رنگ نہ لائیگا؟ کیوں نہیں لائے گا اور ضرور لائیگا اور میری طبیعت تو ایک منٹ کیلئے بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ مکہ والوں کو معاف کیا جائے۔ نہیں اور ہرگز نہیں میں تو منتظر ہوں کہ ابھی تیر و تلوار کے چلنے، مکانوں کے گرنے، درختوں کے کاٹے جانے۔ خندقیں کھود کھود کر مکہ کے ظالم درندوں کے زندہ جلائے جانے اور مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجائے جانے کی پے درپے آوازیں آئیں گی۔ اور مسلمانوں کا لشکر مکہ سے جب واپس جائیگا تو لوگ کہیں گے کہ مکہ بھی ایک بستی ہوتی تھی مگر اب نہیں لیکن میں حیران ہوں میری عقل کام نہیں کرتی میں سمجھتا ہوں کہ بیداری نہیں بلکہ خواب ہے کیونکہ چاروں طرف مکہ کے باشندوں کو خوشی سے اُچھلتے کودتے گھروں کی طرف جاتے دیکھتا ہوں۔ جو پوچھنے پر بتاتے ہیں کہ اس رحیم خدا کے سب سے رحیم بندے نے ہم سب کو جمع کر کے صاف الفاظ میں اعلان فرما دیا کہ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ یعنی جاؤ میں نے تم سب کو معاف کیا اور میں تمہیں تمہارے کسی فعل پر ملامت بھی نہیں کرتا۔

دنیا کے لوگو! بتاؤ کہ اس کا کوئی نمونہ ہے؟ حکومتوں کے نمائندو! نام لو کسی بادشاہ کا جس نے یہ نمونہ دکھایا ہو؟

آنحضرتؐ اور حضرت یوسفؑ کے عفو کا مقابلہ

بیشک حضرت یوسفؑ نے اپنے قصور وار کو معاف کیا مگر کس کو؟ اپنے سگے بھائیوں کو۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بے شک اپنی برادری کے لوگوں کو معاف کیا مگر وہ سگے نہ تھے، پھر یوسفؑ کے ماں باپ زندہ تھے اگر یوسفؑ اپنے بھائیوں کو معاف نہ کرتا تو کیا کرتا۔ کیا بھائیوں کو سزا دیکر ماں باپ کو زندہ درگور کر دیتا؟ مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر سزا دیتے۔ تو کیا مضائقہ تھا پھر یوسفؑ کے بھائیوں نے یوسفؑ کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ تاکہ يَلْتَقِطْهُ (باقی صفحہ ۶)

جماعت احمدیہ یادگیر کے تبلیغی مشاغل

از قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

جماعت کے چند سرکردہ ممبران کے مشورہ سے متفقہ طور پر یہ امر طے پایا کہ یادگیر کے گرد و نواح کے مواضعات میں تبلیغی سلسلہ جاری کیا جائے۔ چنانچہ فی الحال دو مواضعات منڈرگہ اور بلجکر منتخب کئے گئے ہیں۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق جماعت کے افراد نے مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۶۰ء کو بلجکر کا تبلیغی دورہ کیا۔ وہاں کے ہندو مسلم احباب کو فرداً فرداً مدعو کیا گیا جب سب لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے۔ تو حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسباب کو واضح کیا کہ دنیا میں عذاب اور ابتلاء کیوں آتے ہیں۔ اس کی تائید میں آیت قرآنی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً کہ خدا تعالیٰ دنیا میں عذاب اس وقت تک نازل نہیں کرتا جب تک کہ اپنا رسول نہ مبعوث کرے پیش کی۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے ہم نے بتایا کہ آج ہم لوگ بارش کے لئے ترس رہے ہیں۔ ہر طرح سے دعائیں کر رہے ہیں لیکن بارش ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ سوچیئے آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا وہ خدا جو ماں سے زیادہ مہربان اور باپ سے بڑھ کر شفیق ہے ایسا کیوں کرنے لگا کیا اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ لوگوں نے خدا تعالیٰ کو بھلا دیا۔ اور اس سے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک فرستادہ مبعوث کیا جس نے لوگوں کو یہ خبر سنائی ہے

ہیں وہ پانی جو آئیں آسمان سے وقت پر
ہیں وہ سورج نور خدا جس سے ہو اوڑی آشکار

اس طرح ہم نے احمدیت کا پیغام ان لوگوں تک پہنچایا اور پھر ۱۹ اگست کو پھر حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔

واپسی پر ایک گاؤں منڈرگہ ملتا ہے جس میں چند مسلمان گھرانے آباد ہیں اور ایک چھوٹی سی مسجد تھی جو غیر آباد ہے وہاں ہم پہنچے۔ وہاں کے مسلمان احباب کو مسجد میں جمع کیا۔ جو بالکل سادہ قسم کے لوگ اور اسلام سے کوسوں دور ہیں ہم نے ان کو اسلام کی چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھائیں اور نماز پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہمارے جانے سے وہ لوگ بہت ہی خوش ہوئے اور کہا کہ آپ لوگ ہمیشہ آتے رہا کریں ہم نے اُن سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ ہم ہر طرح سے آپ حضرات کی خدمت کرنے کیلئے تیار ہیں۔

حسب وعدہ ۲۶ اگست سنہ ۱۹۶۰ء کو بعد نماز جمعہ ہمارا دوسرا پروگرام شروع ہوا۔ چند احباب وفد کی صورت میں یادگیر سے روانہ ہوئے۔ خوش قسمتی سے اس دورہ میں ہمارے مولوی محمد یوسف صاحب مبلغ بھی شریک تھے۔ راستہ میں منڈرگہ پر مولوی محمد یوسف صاحب مبلغ اور مولوی محمد خواجہ صاحب غوری کو چھوڑ دیا کہ وہ لوگ وہاں جا کر تبلیغ کریں۔ انہوں نے مسلمانوں کو حسب پروگرام مسجد میں جمع کر کے انسانی زندگی کا مقصد اور نماز کی فلاسفی پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد ہم لوگ بلجکر کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں ہمارا پروگرام ۹ بجے رات بصورت جلسہ کی صورت میں شروع ہوا۔ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر اور لائٹ کا بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم محمد ادریس صاحب نے مذہب کے فوائد بیان کئے۔ بعدہٗ مولوی فیض احمد صاحب مقامی مبلغ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقریر فرمائی۔ موصوف کی تقریر کے بعد ایک غیر احمدی نوجوان نے نعت پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم محمد عبد اللطیف صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے آمد مسیح موعود کی نشانیاں اور آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور آپ کے لائے ہوئے مشن کی کامیابی کو واضح رنگ میں پیش کیا۔ بعدہٗ صدر مکرم محمد الیاس صاحب نے صدارتی تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے قادیان کی گمنام بستی سے اُٹھتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا پیغام ساری دنیا میں پھیل گیا۔ اس بنا پر آج ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے ماننے والوں پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر اہل مجلس کو سوالات کا موقع دیا۔ چنانچہ مختلف احباب نے سوالات کئے جس کا صدر صاحب نے احسن پیرائے میں جواب دیا۔ اور پھر مبلغ مقامی سے درخواست کی کہ وہ بھی عام فہم انداز میں سوالات کے مفصل جواب دیجئے۔ مبلغ صاحب موصوف نے مختلف اعتراضات مثلاً ختم نبوت کے متعلق اختلافی مسائل کا جواب دیا۔ چنانچہ اس بات کا حاضرین جلسہ پر اچھا اثر ہوا اور انہوں نے کہا کہ ہم صداقت کو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جاری رکھ آپ لوگ رہنمائی فرمائیں دوران جلسہ ہندی اور کنڑی لٹریچر

تقسیم کیا گیا۔ اس طرح ہمارا یہ جلسہ تقریباً ۱۱ بجے رات بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اچھے نتائج پیدا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کنڈور میں جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب

کنڈور ضلع وارنگل۔ علاقہ آندھرا پردیش میں ایک بستی ہے۔ جہاں صرف تلنگی زبان بولی جاتی ہے۔ خاکسار کے حالیہ دورہ میں مکرم سید حسین صاحب احمدی مدرس وظیفہ یاب نے تمام مقامی ہندوؤں میں تحریک کر کے مورخہ ۱۹ کو پنچایت کے صدر صاحب کے مکان کے کشادہ صحن میں جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب کا انتظام کرایا۔ تقریباً ساری بستی کے تعلیم یافتہ افراد سید صاحب کے شاگرد ہیں اور سید صاحب کو اُس بستی میں ۴۲ سال بطور مدرس کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ جن کی بدولت اُن کے سب شاگرد اردو سے بھی قدرے واقف ہیں۔ حالانکہ اُس علاقہ میں اب اردو کی بجائے تلنگی سکولوں میں سکھائی جاتی ہے۔ اور اردو تعلیم کئی برس سے مطلق بند کی جا چکی ہے۔ اس جلسہ کے انعقاد کا پہلے سے اعلان کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ علاوہ احمدی احباب کے کثیر تعداد میں تعلیم یافتہ ہندو معززین جلسہ میں شریک ہوئے۔

پہلے احمدی بچوں نے ترانۂ احمدیت خوش الحانی سے سنایا۔ پھر سید صاحب موصوف نے اس موضوع پر اخبار بدر سے ایک قیمتی مضمون سنا کر سامعین کو محظوظ فرمایا۔

آخر میں خاکسار نے ایسے جلسوں کی غرض و غایت اور جماعت احمدیہ کی پیشوایان مذاہب کے بارہ میں امتیازی تعلیم کا ذکر کیا۔ حاضرین نے ہمہ تن گوش ہو کر تقاریر کو سنا اور بعد میں خوشکن تاثرات کا اظہار کیا۔ بعض نوجوانوں نے سوالات کی خواہش کی جنہیں موقع دیا گیا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور مزید معلومات کے لئے خاکسار کا پتہ انہوں نے نوٹ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے سینہ کو حق کے قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ تا یہ قوم بھی آسمانی برکتوں سے حصہ پا سکے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار حکیم محمد دین عفی عنہ
مبلغ انچارج سلسلہ عالیہ احمدیہ۔
علاقہ آندھرا پردیش مقیم حیدرآباد دکن

اِنسانِ کامل

(بقیہ صفحہ ۸)

بعض السیّاءۃ یعنی کوئی مسافر اُسے لے جائے۔ مگر آپؐ کے دشمنوں نے آپؐ کو اپنی طرف سے قتل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ یوسفؑ کے بھائی گھر سے نکال کر خاموش ہو گئے۔ مگر مکہ کے کافروں نے مدینہ میں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ بلکہ بار بار۔ اعداد اور حضرت ق غرض ہر موقعہ پر آپؐ کو تباہ کرنے کی نیت سے حملہ آور ہوتے۔ اس لئے میرے آقا کا اپنی قوم کو معاف کرنا یوسفؑ کے معاف کرنے سے ہزار درجہ، لاکھ درجہ، کروڑوں درجہ بلکہ بے انتہا درجہ بڑھ کر ہے آپؐ

اس عورت کو بھی معاف کر دیتے ہیں۔ جس نے آپؐ کے چچا کا کلیجہ چبایا تھا آپؐ اس وحشی کو بھی معاف فرماتے ہیں۔ جس نے چھپ کر آپؐ کے چچا کو قتل کیا تھا۔ آپؐ اسے بھی معاف کر دیتے جو اپنے باپ کی طرح مسلمانوں کا جانی دشمن یعنی ابوجہل کا بیٹا عکرمہ تھا۔ یہ ہے عفو کی بے نظیر مثال اور اسے کہتے ہیں قابو پا کر معاف کرنا اور یہ ہے میرے آقا و مولیٰ اور سید کا بے نظیر نمونہ۔ فداہ ابی و امی۔

اور چونکہ ہر امر میں ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمونہ ہیں۔ اور کوئی انسانی حالت ایسی نہیں۔ جس میں آپؐ نمونہ نہ ہوں۔ اسی لئے اس وقت آسمان کے نیچے ساری دنیا کے لئے آپؐ کے سوا کوئی شخص ہمارے لئے کامل نمونہ نہیں ہو سکتا۔

اللّٰھم صل علی محمّد وعلیٰ آل محمّد وبارک وسلم انک حمیدٌ مجیدٌ۔

منقولات

الٰہ آباد ہائیکورٹ اور ذبیحہ گاؤ

ہندوستان کی اکثر ریاستوں میں گائے اور اس کی نسل کا ذبیحہ قانوناً ممنوع قرار دے دیا گیا ہے اور قانون کا نفاذ بڑی شدت اور بڑی دلچسپی کے ساتھ ہو رہا ہے یہ بات کہ ایسا قانون ایک سیکولر حکومت میں جائز ہے یا ناجائز اور اقلیتوں کے حقوق میں اس مداخلت کو کیوں برداشت کیا گیا۔ اس پر بحث کرنا بالکل عبث اور بے کار ہے۔ اب تو سوال قانون کے احترام کا ہے۔ جو شخص قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ اس کی سزا بھی پاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ قانون کو معطل نہیں کیا جا سکتا اگر کسی کو قانون شکنی کی سزا ملتی ہے تو اس پر اُسے شکایت نہ ہونی چاہیئے۔ قانون پھر قانون ہے جس کا احترام ہر شہری کے لئے ضروری ہے

لیکن ذبیحہ گاؤ کے سلسلہ میں الٰہ آباد ہائی کورٹ کے ایک تازہ فیصلہ نے معاملہ کی نوعیت بالکل بدل ڈالی ہے۔ اس کا ابتدائی قصہ یہ ہے کہ ضلع بلند شہر کے کچھ مسلمانوں نے ایک گائے ذبح کی۔ جس پر وہ گرفتار کر لیے گئے اور عدالت ماتحت نے دس مسلمانوں کو چھ چھ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔ اور بلند شہر کے سیشن جج نے بھی اپیل خارج کرتے ہوئے سزا بحال رکھی۔ جب اس کے خلاف الٰہ آباد ہائیکورٹ میں اپیل کی گئی۔ تو جسٹس بروم نے اس کی سماعت کی اور فیصلہ دیا کہ ملزموں کا جرم تو ثابت ہے۔ لیکن اس کی سزا بہت سخت دی گئی ہے چنانچہ فاضل جسٹس نے سزائے قید منسوخ کر کے ملزموں کو صرف دو دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ البتہ جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں دو دو ماہ قید سخت کا حکم صادر فرمایا۔

جسٹس بروم نے اس ہلکی سزا کی جو وجہ بیان کی ہے وہ بہت دلچسپ ہے۔ آپ نے فیصلہ میں لکھا ہے

"یو پی میں ذبیحہ گاؤ کے امتناع کا قانون گائے کی تقدیس اور ہندوؤں کے جذبات کا احترام کرنے کی غرض سے نہیں بنایا گیا۔ نہ اس قانون میں رحمدلی کا کوئی عنصر شامل ہے کہ ذبیحہ سے جانور پر ظلم ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا مقصد ملک کے مویشیوں کی دولت کو محفوظ رکھنا اور ان کی نسل کا سدھار ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ جب اس قانون کی دفعہ ۵ کے تحت جرم کا ارتکاب کیا جائے تو اس کی خلاف ورزی کے مجرموں کی گھناؤنی نیت کا انحصار بنیادی طور پر اس بات پر ہونا چاہیئے کہ جو جانور ذبح کیا گیا ہے اس کی معاشی قدر و قیمت کیا ہے اور سزا بھی اسی حساب سے درجہ بندی کر کے دینی چاہیئے مثلاً اگر اچھی نسل کی گائے ذبح کی جائے تو سخت سزا دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ نہ صرف موجودہ معاشی اثاثہ کو ضائع کرنے کا بلکہ آئندہ کے لئے ایک اچھی نسل کے سلسلہ کو بند کرنے کا قصور وار ہوگا۔ لیکن اگر کسی ناکارہ، لاچار، معذور یا گھٹیا قسم کے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں ملک کی معاشی دلچسپی نفی کے برابر ہوگی جس کی سزا برائے نام ہونی چاہیئے۔ مؤخر الذکر زمرہ میں آنے والے کیسوں کے بارے میں یہ دلیل کافی ہوگی کہ اگر ناکارہ جانور کا وجود ختم کر دیا جائے تو اس سے نقصان تو کیا ہوگا۔ البتہ نسل کو سدھارنے میں مدد ملے گی۔ کیونکہ کمزور اور معذور جانوروں کی نسل چلانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ حکام کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کے معاملات میں مقدمے قائم نہ کیا کریں"

فاضل جسٹس نے یہ بھی لکھا ہے کہ موجودہ کیس میں کوئی ریکارڈ ایسا نہیں جس سے ثابت ہو کہ جس گائے کو ذبح کیا گیا تھا وہ کسی مخصوص معاشی قدر و قیمت کی حامل تھی پھر ملزموں کو عدالت ماتحت سے چھ چھ ماہ قید سخت کی سزا کیوں ملی؟ اس نوعیت کے مقدمات میں صرف جرمانہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

ہمارے خیال میں فاضل جسٹس کے اس فیصلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ناکارہ گایوں کو ذبح کرنا ملک کے لئے مفید ہے کیونکہ ان کے وجود کو ختم کرنے کے معنے یہ ہوں گے کہ ناکارہ نسلوں کا سلسلہ ختم ہو جائے موجودہ نسلوں میں سدھار پیدا ہو اور ناکارہ مویشیوں کا چارہ اچھی نسل کے کام آ سکے۔ جو لوگ اس نقطۂ نظر سے ناکارہ گایوں کو ذبح کرتے ہیں وہ انعام کے مستحق ہیں نہ کہ قید و جرمانہ کی سزا کے۔ ہمارا مطلب یہ نہیں کہ فاضل جسٹس کی اس رائے سے لوگ ناجائز فائدہ اٹھانے لگیں اور ناکارہ گایوں کو ذبح کرنا شروع کر دیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو استغاثہ ناکارہ گایوں کو بھی باکار اور اچھی نسل ثابت کر دکھائے گا۔ اور ملزم سزائے قید سے بچ نہ سکے گا۔ بلکہ ہمیں دکھانا یہ ہے کہ فاضل جسٹس نے جس دلیل کی بناء پر صرف جرمانہ کی سزا کو کافی قرار دیا ہے وہی دلیل ملزموں کو انعام و اکرام کا مستحق بھی بنا سکتی ہے۔ کیونکہ جب یہ ضروری ہے کہ معذور اور کمزور نسل کو ختم کر کے اچھی نسلوں کی پرورش کی جائے تو یہ فعل انعام کے تحت تو آسکتا ہے سزا کے تحت نہیں آسکتا۔ ہمارے خیال میں فاضل جسٹس کے فیصلہ سے ریاستوں کے لئے یہ راہ کھل گئی ہے کہ ناکارہ نسل کی گایوں کے ذبیحہ پر زیادہ دارو گیر نہ ہو اور ان کا یہ مشورہ قبول کر لیا جائے کہ ایسے معاملات میں سرے سے مقدمات قائم ہی نہ کئے جائیں اور معاشی اور مذہبی قدروں کو خلط ملط کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

(الجمعیۃ ۸ ۹/۵)

روشن خیالی یا اخلاقی گراوٹ

ہندوستان کی قدیم تہذیب اس کی اجازت نہیں دیتی ہے کہ کوئی لڑکی بن سنور کر سڑکوں پر تنہا نکلے۔ لیکن آج کی تہذیب میں یہ روا ہے۔ ہم اس کے خلاف نہیں ہیں کہ لڑکیاں آرائش نہ کریں۔ اچھے کپڑے نہ پہنیں لیکن اس کے خلاف ضرور ہیں کہ وہ بن سنور کر سڑکوں پر نکلیں۔ آزادانہ سیر و تفریح میں حصہ لیں، ترقی پسندی اور روشن خیالی کے یہ معنے نہیں کہ خود داری غیرت و آبرو کا خیال نہ رکھا جائے۔

سڑکوں پر چلتی ہوئی لڑکیوں کو چھیڑنے والے لڑکے اخلاقی مجرم ہیں ان کو سخت سزا ملنی چاہیئے۔ لیکن لڑکیوں کو بھی تو رہ کنا ضروری ہے جو فیشن پر جان دیتی ہیں اور مغربی تہذیب میں رنگ کر مشرقی تہذیب کا مذاق اُڑاتی ہیں۔

مغرب اور مشرق کے معیار زندگی میں نمایاں فرق ہے ہندوستانی لڑکیوں اور لڑکیوں کو مشرقی تہذیب و تمدن کا نمونہ بننا ہے اور اسی میں بھلائی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ یورپ کی تقلید نہ کی جائے لیکن تقلید کے یہ معنی کہاں ہیں کہ یورپ کی برائیاں اپنائی جائیں اور اچھائیاں چھوڑ دی جائیں اگر اچھائیاں اپنائیں تو یہ کوئی شرم کی بات نہیں ہے بلکہ دانشمندی کا یہی تقاضا ہے کہ ہر اچھی چیز اپنائی جائے اور ہر بری چیز سے دامن بچایا جائے۔

(اخوت) بحوالہ الجمعیۃ ۸ ۹/۲

ہم۔ قیادت تو برابر بڑھتی ہی جاتی ہے لیکن حج کا روزانہ کم سے کم تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کاش بدعت سوز آل سعود تک کوئی جواب نہ دے اس سے بڑی

تبصرہ

سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

مرتبہ محمد مسلم و اقبال احمد انصاری قیمت دو روپیہ
ملنے کا پتہ منیجر سہ روزہ دعوت دہلی

زیر تبصرہ کتاب یوم میلاد نبوی پر اخبار سہ روزہ دعوت دہلی کا خصوصی پیشکش ہے۔ اس ۱۰۰ صفحات کے مجموعہ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو پیش کیا گیا ہے۔ شامل مضامین میں سے بعض کا کردار اور اس کا پیغام۔ رحمت دو عالم اغیار کی نگاہ میں۔ رسول اللہ کی معاشی زندگی۔ سیرت طیبہ کے امتیازی پہلو۔ وہ نہ آتے تو اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا۔ ایک منفرد باب خاص طور پر قابل مطالعہ ہیں جو ناقابل معلومات پر مشتمل ہیں ایک اور عنوان "محنت کی عظمت رسول مقبول کی نظر میں" کے ماتحت رسول اللہ کے ارشادات اور آپ کے اور آپ کے صحابہ کرام کے اُسوۂ حسنہ کی منتشر اشارے درج کی گئی ہیں مجموعی لحاظ سے یہ ایک اچھی پیشکش ہے اور تقاضا وقت کے مطابق اگر اس ترتیب سے پیشکش کے ساتھ عامۃ المسلمین اپنے عمل سے سیرت نبوی کا نمونہ بھی پیش کریں دنیا کے اس محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیر مسلم دنیا کی غلط فہمیاں جلد دور ہو جائیں اور جاہ و جلال نبی کے اصل منشا کو سمجھنے میں کچھ دقت پیش نہ آئے گی۔

حج کی بے برکتی

اسٹیٹسمین کے باخبر وقائع نگار خصوصی مقیم حجاز کے قلم سے:۔

"مجھے جدہ میں اطلاع ملی کہ پچھلے سال جتنی گھڑیاں ہندوستان اور پاکستان آئیں ان کی تعداد ۱/۲ ۱ لاکھ تھی پرانے تبرکات مثلاً اٹلی کی بنی ہوئی جانمازیں جاپان اور جرمنی کی بنی ہوئی تسبیحیں۔ عراق اور مدینہ کی کھجوریں، آب زمزم ان سب کا رواج کم ہو گیا ہے۔ اب انکی جگہ زیور گھڑیوں، ٹرانزسٹر وں نے لے لی اور سب سے بڑھ کر حیرت اس پر ہے کہ داڑھی رکھنے والے حاجیوں کے اندر بلیڈ استروں کا رواج بڑھ گیا ہے"

(۲۷ اگست ۱۹۶۹ء)

کچھ بھی برکت ایسے حج میں باقی رہ جائیگی جو گھڑیوں یا دوسرے ولایتی سامان کی پرستش تجارت کے لالچ میں کیا جائے، اور رضائے الٰہی داد امید کی زندگی دیتہ نہ ہو یہی ترجیح برائے نام حج؟ یہی راز ہے کہ حاجیوں کی مرو

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کا ایک تقریری مقابلہ

مکرم جناب سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر جماعت کے ارشاد کے مطابق جماعت احمدیہ یادگیر کے نوجوان وقتاً فوقتاً تبلیغی و تربیتی جلسے منعقد کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ روح جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت میں پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ قائم رہے۔ اسی سلسلہ میں ایک تقریری مقابلہ مسجد احمدیہ یادگیر میں زیر صدارت مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مورخہ ۲۱ ستمبر بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ جج کے فرائض مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر نے انجام دیئے۔

تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس مقابلہ میں آٹھ خدام نے حصہ لیا۔ تمام مقررین کا عنوان ''اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب'' تھا۔ بجز ایک مقرر کے جس نے ''انسانی زندگی کا مقصد'' کے عنوان پر تقریر کی۔ ہر مقرر کو پندرہ منٹ دیئے گئے۔ بفضلہ تعالیٰ ہر مقرر نے اپنی اپنی بساط اور قابلیت کے مطابق اچھی تقریر کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو بڑھ چڑھ کر علمی خزائن سے بہرہ ور فرمائے۔

آخر میں صدر جلسہ نے صدارتی تقریر کی اور حسب موقع نصائح کیں۔ مکرم جج صاحب نے اس بات کا اعلان کیا کہ تقریری مقابلہ میں بشیر احمد صاحب گلبرگہ اول اور مکرم محمد عبداللطیف صاحب دوم رہے ہیں۔ اس کے بعد دعا ہوئی۔ اور جلسے کے خاتمہ پر شیرینی تقسیم کی گئی نیز اول اور دوم آنے والوں کے لئے انعامات کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

خاکسار رفیق احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر ضلع گلبرگہ

اطفال الاحمدیہ قادیان کا نظم خوانی کا مقابلہ

قادیان ۱۳ ستمبر آج بعد نماز عشاء دفتر انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام مقامی اطفال الاحمدیہ کا نظم خوانی کا مقابلہ ہوا۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔اے نے صدارت اور مکرم فضل الٰہی خاں صاحب مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل نے منصفی کے فرائض سرانجام دیئے۔ مقابلہ میں حصہ لینے والے بچوں کے دو گروپ بنائے گئے۔ اور کل ۱۴ اطفال نے اس مقابلہ میں حصہ لیا۔ مقابلہ کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم ؎

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو

خوش الحانی سے زبانی سنانے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ منصفوں کے فیصلہ کی رو سے گروپ بڑا (کلاں) میں سے عزیز مظفر احمد ابن حافظ سعادت علی صاحب اول اور عزیز حمید الدین ابن مستری محمد دین صاحب دوم قرار پائے۔ اور گروپ خورد میں سے عزیز منیر احمد ابن مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی اول اور عزیز عبدالکریم صالح ابن جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز دوم رہے۔ غرضیکہ دلچسپ پروگرام تھا۔ اور بچوں نے بڑے اشتیاق سے اس میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو موجب صد برکات و فضل بنائے۔ آمین۔

(نامہ نگار)

پتہ درکار ہے

نمبر۱۔ بدر النساء بیگم صاحبہ اہلیہ محمد شریف صاحب احمدی الیشور راؤ پیٹ ضلع کھمم آندھراپردیش موصیہ ۶۹۳۲ کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔

نمبر۲۔ مکرم محمد شریف صاحب ولد مختار احمد صاحب موصی ۶۶۴۲ ٹی مارک ایکسائز ڈیپارٹمنٹ محلہ قلعہ کھمم آندھراپردیش کا بھی موجودہ ایڈریس درکار ہے۔

جس دوست کو علم ہو وہ دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرماویں۔ اگر موصیان خود اس اعلان کو پڑھیں۔ تو اپنے ایڈریس سے مطلع کریں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان

تحریک چندہ درویش فنڈ

کی طرف

خاص توجہ کی ضرورت

موجودہ مالی سال کے شروع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تاکیدی ارشاد بابت اضافہ آمد کے مطابق درویش فنڈ کی تحریک کا از سر نو اجراء کر کے پیشتر ازیں ایک سے زائد مرتبہ مخلصین جماعت کو اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن اب تک آمدہ وعدہ جات اور وصولی کی رفتار متوقع بجٹ درویش فنڈ کے مطابق نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کے مطابق اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

ماہ اگست ۱۹۶۰ء میں جن دوستوں کی طرف سے درویش فنڈ میں وصولی ہوئی ہے کہ ہموار فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور جن دوستوں نے تا حال اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ ان کو بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

نام	رقم
مکرم حیدر خاں صاحب کیرنگ	-/۲
،، شیخ مطیع الرحمن صاحب ،،	-/۱
،، شیخ طاہر الدین صاحب	
سیکرٹری مال کیرنگ	-/۱۴
اہلیہ شیخ منیر صاحب ،،	-/۳
،، سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	-/۶۰
،، منشی عبدالرحمن صاحب	
سیکرٹری مال کیدرواہ	-/۱۱
،، عبدالغنی صاحب میر ،،	-/۲
،، چوہدری محمد ابراہیم صاحب ،،	-/۱
،، الحاج میر کلیم اللہ صاحب شموگہ	-/۲
از جماعت احمدیہ شموگہ	-/۱۵
،، سید مدار صاحب ،،	-/۲
،، عبدالجلیل صاحب ،،	-/۳
،، عبدالرزاق صاحب ،،	-/۲
،، ایم کریم خاں صاحب ،،	-/۲
،، اختر حسین صاحب ،،	-/۳
از جماعت احمدیہ مرکرہ	-/۸
،، بی۔ایچ اسمٰعیل صاحب ،،	-/۳
،، منصور احمد صاحب جمشید پور	-۵۰
،، ایم کے حیدر صاحب منارگھاٹ	-/۱
،، حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب	
سکندرآباد	-/۱۰
،، سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب ،،	۴/۴
،، سیٹھ فاضل الہ دین صاحب ،،	-/۶
،، سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب ،،	-/۴
،، مرزا امیر بیگ صاحب فیض آباد	-۵۰
،، ملک بشیر احمد صاحب آڑھا	-/۱
،، بی احمد صاحب پینگاڈی	-/۳
،، اے سلیمان صاحب ،،	۱۰/۸
،، سید محی الدین صاحب ،،	-/۱۱۰
،، لئیق احمد صاحب ،، ،،	-/۴
،، مختار احمد صاحب ایاز	
میزان منتقل (نقیہ)	۱۳/۴/۱
مکرم ایم وائی ندیم صاحب میزان	۳۹۸/۸/
ستار نوری صاحب ،،	۲۴/۱۲
،، قمر علی صاحب سمبلپور بنگال	/۱/۴
،، سید منظور احمد صاحب بھونیشور	-/۲
،، سید اختر احمد صاحب پٹنہ	-/۳
،، مرزا احمد اللہ بیگ صاحب	
حیدرآباد	-/۱
،، عبداللہ صاحب بی ایس سی	
حیدرآباد	-/۲
جماعت احمدیہ رشی نگر	-/۲
،، محمد عبدالغنی صاحب چنتہ کنٹہ	-/۵
،، مولوی محمد ایوب صاحب	
اریہ باری گام (کشمیر)	-/۵
مکرمہ طاہرہ بیگم صاحبہ کروڑاپلی	-/۳
،، شیخ عبدالعزیز صاحب ،،	-/۱۵
،، مرزا اشیر علی بیگ صاحب مانکاگوڑا	۱۰/۰
،، رحمت اللہ خاں صاحب دہلی	-/۲۰
،، مبارک احمد صاحب موسیٰ بنی مائنز	-/۲
از جماعت احمدیہ سونگھڑہ	-/۱

خبریں

دلی ۸ ستمبر۔ آج یہاں مشہور ممبر پارلیمنٹ مسٹر فیروز گاندھی حرکت قلب بند ہو جانے کے نتیجہ میں انتقال کر گئے۔ وہ وزیر اعظم مسٹر نہرو کے داماد تھے۔ انتقال کے وقت جبکہ وہ لنگڈن نرسنگ ہوم میں تھے ان کی اہلیہ مسز اندرا گاندھی بھی موجود تھیں۔ انتقال کی خبر تیزی سے پھیل گئی اور اظہار غم اور تعزیت کرنے کے بعد پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔

لکھنؤ ۱۲ ستمبر۔ آئندہ پاکستان کے لئے پاسپورٹ حاصل کرنا آسان نہ ہوگا۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بھارت سرکار نے صوبائی گورنمنٹوں کو ہدایات جاری کی ہیں۔ کہ وہ پاکستان کے لئے پاسپورٹ جاری کرنے میں احتیاط سے کام لیں۔ ان ہدایات کا مقصد یہ ہے کہ جرائم پیشہ لوگوں کو پاکستان جانے سے روکا جا سکے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سرکاری ملازم غبن کرنے کے بعد پاکستان بھاگ جاتے ہیں۔ صوبائی گورنمنٹوں سے کہا گیا ہے۔ کہ تمام کیسوں میں قواعد و ضوابط کی پابندی کی جائے۔ پاسپورٹوں کے اجراء سے پہلے سی۔ آئی۔ ڈی اور پولیس کو اچھی طرح تحقیقات کر لینی چاہئے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ کئی ہندوستانی شہریوں کے پاسپورٹ منسوخ کرنے کے سوال پر غور ہو رہا ہے

نئی دہلی ۱۲ ستمبر۔ نیشنل ڈویلپمنٹ کونسل (قومی ترقیاتی کونسل) کا دو روزہ اجلاس شروع ہو گیا۔ اس میں وزیر اعظم پنڈت نہرو نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا کہ ملک کے سامنے اس کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں کہ اُسے دفاع اور تعمیر نو کے معاملہ میں طاقتور بنایا جائے۔ سارے دیش کو ایک سمجھا جانا چاہیئے۔ سب سے بڑا کام یہ ہے کہ چھوٹی باتوں پر دھیان نہ دیا جائے کیونکہ اس طرح کرنے سے نہ صرف ہماری طاقت ہی زائل ہوتی ہے۔ بلکہ ملکی ترقی کے راستہ میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ تیسرے پلان سے نپٹتے وقت ہمیں پہلی بات یہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ بنیادی ضرورت نہ صرف متحد رہنے اور انتشار کا شکار نہ ہونے کی ہے۔ بلکہ سارے ملک کو ایک سمجھنے کی۔ آپ نے کہا۔ ہمیں دیش اور دنیا کے حالات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ہم تیسرے ۵ سالہ پلان کو اس کے پس منظر میں پوری طرح سے تبھی سمجھ سکتے ہیں۔ جبکہ ہم بین الاقوامی صورت حال اور حال ہی کے رکھند واقعات کے خطرات کو پیش نظر رکھیں۔ آپ نے کہا کہ بین الاقوامی صورت حال کئی برسوں سے خراب چلی آ رہی ہے۔ مگر اب یہ پچھلے چند برسوں کی نسبت زیادہ ہی ابتر ہے اگر دنیا میں جنگ چھڑ جائے تو ہماری تمام ترقیاتی سرگرمیاں رک جائیں گی۔ جب ہمیں بالکل نئے حالات میں سارے معاملہ پر از سر نو غور کرنا ہوگا۔

بمبئی ۱۲ ستمبر۔ بھارت کے بحری بیڑے نے آج نقلی سمندری جنگ سے چار روزہ زمینی مشقوں کا آغاز کر دیا۔ بھارت میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی جنگی مشقیں ہیں۔ آج نقلی لڑائی میں بیڑہ کے بحری جہازوں نے حصہ لیا۔ ان میں گشتی جہازوں سے لے کر جہاز تک بھی شامل تھے ان کی کمان بحری فوج کے چیف آف سٹاف ایڈمرل کٹاری کر رہے تھے۔

لکھنؤ ۱۲ ستمبر۔ متحدہ پارٹی کے جنرل سیکرٹری شری کے ایم۔ آر مسانی نے آج تجویز دیا ہے کہ اب جبکہ عنقریب وزیر اعظم شری نہرو اور صدر ایوب میں ملاقات ہونے والی ہے۔ انہیں محاذ کشمیر پر فوجوں کا اجتماع کم کرنے کے عبوری اقدامات کرنے چاہئیں۔ تاکہ وہاں سے زیادہ فوجیں ہٹائی اور وہاں تعینات کی جا سکیں۔ جہاں ان کی زیادہ ضرورت ہے۔ اخباری نمائندوں کو خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اگر ایسے اقدامات کئے جائیں تو چینی فوجوں کے بھارتی علاقہ میں مزید گھسنے کو روکا جا سکے گا۔ اس سے شمالی سرحد کے لوگوں اور نیپال اور بھوٹان میں بھارت کے دوستوں کو حوصلہ ہوگا جنہیں یہ یقین دلائے جانے کی ضرورت ہے کہ اگر ان پر حملہ ہوا تو ہم ان کی حفاظت کرنے کے اہل ہوں گے۔

نئی دہلی ۱۲ ستمبر۔ بھارت اور پاکستان میں نہری پانی کا معاہدہ ۱۹ ستمبر کو دستخط ہونے کے ساتھ ہی شائع کر دیا جائے گا۔ بھارت پاکستان میں اتصالی نہروں کی تعمیر کے لئے ۸۳ کروڑ روپیہ ادا کرے گا اور یہ ادائیگی عبوری مدت کے دوران سالانہ اقساط میں ہوگی۔

نیویارک ۱۲ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر خروشچیف وزیر اعظم روس نیویارک آئیں گے تو ان کی نقل و حرکت پر اس قدر سخت پابندیاں ہوں گی کہ آج تک امریکہ آنیوالے کسی بھی ملک کے سربراہ پر عائد نہیں کی گئیں۔ حکومت امریکہ نے روسی وفد سے کہا ہے کہ مسٹر خروشچیف نیویارک کے علاقہ مین ہٹن میں ہی اپنا قیام محدود رکھیں جہاں کہ اتحادی قوم کے ہیڈکوارٹر ہیں۔ سرکاری حلقوں نے اس امر پر بحث کرنے سے انکار کر دیا کہ اگر روسی لیڈر مین ہٹن کے علاقہ کو چھوڑنا چاہا تو کیا ہوگا۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ ہنگری کے نائب وزیر اعظم مسٹر کادار اور البانیہ کے وزیر اعظم پر بھی ناقہ ہوگی۔

چنڈی گڑھ ۱۲ ستمبر۔ یہاں موصول شدہ سرکاری اطلاع کے مطابق رہتک میں ریلوے بند سے پانی کل بھی ۵ ہکیو سک تک رستا رہا۔ جس سے شہر کے نشیبی علاقوں میں پانی کی سطح بلند ہو گئی۔ رہتک پولیس لائنز اور جیل کے بندوں کو مضبوط بنایا جا رہا ہے تاکہ پانی کے بہاؤ کو روکا جا سکے۔ رہتک کے نشیبی علاقوں سے پانی نکالنے کے لئے نالہ کھودا گیا ہے۔ لیکن پانی کا نکاس بہت کم ہے جس سے لوگوں کو بہت کم ریلیف پہنچا ہے۔ انجینیروں کا کہنا ہے کہ پانی کو نکالنے کے لئے نکاسی نہر کی کھدائی ضروری ہے اگر ان علاقوں میں جہاں پانی جمع ہو چکا ہے دباؤ کم نہ کیا گیا تو بند قائم نہ رہ سکے گا۔

نئی دہلی ۱۲ ستمبر۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ وادی کشمیر میں تھنہ اور شوپیاں کے درمیان ۵۸ میل لمبی سڑک بن جانے سے جموں اور سرینگر کے درمیان ایک متبادل سڑک تیار ہو جائے گی۔ اس کی تعمیر اگلے سال کے وسط تک مکمل ہو جائے گی۔ پہلے اس پر صرف جیپ گاڑیاں ہی چل سکیں گی اور اس پر کولتار بچھانے میں تین برس لگ جائیں گے۔ یہ سڑک جنگ بندی لائن کے قریب راجوری میں سے گذرے گی اور شوپیاں کو جو سرینگر سے صرف ۳۴ میل دور ہے، اور اس سے پہلے بذریعہ سڑک ملا ہوا ہے جموں سے ملا دے گی۔